بسم اللہ الرحمن الرحیم



اسلامی عقیدہ کتاب وسنت

کی روشنی میں

اعداد / محمد بن جمیل زینو

المدرس فی دار الحدیث الخیریۃ بمکۃ المکرمۃ

ترجمہ / لیث محمد بستوی عمری

وقف للہ تعالیٰ

WWW.IRCPK.COM

مسلم ورلڈ ڈیٹا پروسیسنگ پاکستان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیش لفظ

از محمد عزیر

اسلامی عقائد کے موضوع پر اب تک سینکڑوں کتابیں لکھی جا چکیں ہیں، ان میں سے کچھ تو قدیم یونانی فلسفہ یا جدید فکر سے متاثر ہیں، اور بعض متکلمانہ ومناظرانہ اسلوب بیان کی حامل ہیں جن سے دماغ (عقل) کی آسودگی کا اگر تھوڑا بہت سامان ہو بھی جائے دل (قلب) مطمئن نہیں ہوتا۔ عصر حاضر میں کائنات اور انسان سے متعلق نو دریافت شدہ حقائق کو سامنے رکھ کر اسلامی عقائد کے اثبات کا ایک نیا رجحان پیدا ہوا ہے، یہ کوشش اگرچہ مستحسن ہے مگر افسوس کہ اکثر مؤلفین اس سلسلے میں افراط وتفریط کا شکار ہو گئے ہیں۔ سائنس چونکہ غیبیات سے بحث نہیں کرتی اور عقائد کا دوار و مدار ہی ایمان بالغیب پر ہے۔ اس لیے ایسے حقائق جو انسانی مشاہدات سے ماورا ہیں ان کے بارے میں سائنس ہمیں کیا رہنمائی کر سکتی ہے ظاہر ہے۔ زیادہ سے زیادہ چند ثابت شدہ حقائق سے بعض مخفی امور پر استدلال کیا جا سکتا ہے، اور شریعت کے بعض احکام کے اندر پوشیدہ حکمتیں سمجھی جا سکتی ہیں۔

ان رجحانات کے مقابلے میں ہمیں قرآن مجید کے اندر عقائد کے اثبات کا انداز زیادہ اپیل کرتا ہے، جہاں نہ فلسفیانہ موشگافیاں ہیں۔ نہ متکلمانہ قیل وقال، نہ ریاضیاتی فارمولے، نہ نظام شمسی کی تشریح، نہ اعضائے جسمانی کی سرجری مگر بایں ہمہ حقائق کا سیدھا سادھا اظہار ہے جو عقل اور قلب دونوں کو مطمئن کرتا ہے۔ سلف صالحین (صحابہ، تابعین، تبع تابعین اور آئمہ عظام) نے اسلام کے دیگر شعبوں کی طرح عقائد کے باب میں بھی قرآن مجید پر اعتماد کیا، اور اس کی مزید تشریح وتوضیح کے لیے صرف صحیح احادیث کا سہارا لیا، عقائد کے باب میں خصوصاً انہوں نے اپنی رائے کا استعمال کرنے کے بجائے کتاب وسنت کے اندر مذکورہ حقائق کے بیان کر دینے پر اکتفا کیا ہے۔ محدثین کی مستقل تصانیف کے علاوہ کتبِ حدیث کے اندر عقائد سے متعلق ابواب پر ایک نظر ڈالنے سے اس حقیقت کا بخوبی اظہار ہو سکتا ہے۔ اللہ جزائے خیر دے شیخ بدیع الدین شاہ رشدی کو، کہ انہوں نے عقائد پر دوسری صدی سے اب تک اس رجحان کی نمائندہ تمام تالیفات کا مکمل تذکرہ "ہدایۃ المستفید ترجمہ فتح المجید" کے مقدمہ میں کر دیا ہے امید ہے کہ قارئین کرام اس پر ایک نظر ڈال لیں گے۔

زیر نظر کتاب بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے، مصنف نے اس میں سوال وجواب کے انداز میں تمام عقائد کا مختصر تذکرہ کر دیا ہے۔ خوبی یہ ہے کہ ایک بات بھی بغیر دلیل نہیں کہی ہے۔ ہر جگہ کسی آیت یا صحیح حدیث کی طرف اشارہ مع حوالہ درج ہے۔ عوام اور خواص سب ہی اس سے یکساں مستفید ہو سکتے ہیں۔ مکتب اور اسکول کے بچوں کے لیے تو یہ کتاب بہت ہی مفید ہے، ضرورت ہے کہ اسے زیادہ سے زیادہ مدارس ومکاتب میں ابتدائی درجوں میں داخل نصاب کر لیا جائے۔

اس کتاب کے مصنف شیخ محمد بن جمیل زینو دارالحدیث مکہ مکرمہ میں مدرس ہیں، انہوں نے عوام کی اصلاح کی خاطر چھوٹی چھوٹی کتابوں کی تالیف واشاعت کا ایک سلسلہ شروع کر رکھا ہے۔ یہ اس سلسلے کی چوتھی کتاب ہے، اس کا پہلا اڈیشن مختصر تھا، اس کے کئی اردو ترجمے برصغیر میں چھپ چکے ہیں، زیر نظر دسویں اڈیشن میں کتاب دوگنی سے زیادہ ہو گئی ہے۔ اس لیے ازسرنو اس کے ترجمے کی ضرورت محسوس ہوئی۔ مصنف محترم نے مجھ سے اسی خواہش کا اظہار کیا۔ میں نے کتاب لے کر اپنے دوست لیث محمد صاحب کے حوالے کر دی۔ انہیں عربی سے اردو ترجمہ کے میدان میں پہلے سے تجربہ ہے، اس سے قبل انہوں نے شیخ البانی، محمد خلیل ہراس اور دیگر مصنفین کی تحریروں کے ترجمے کئے ہیں، اس کتاب کا ترجمہ بھی انہوں نے تھوڑے دنوں میں مکمل کر لیا۔ اور اب یہ آپ لوگوں کے ہاتھ میں ہے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے قارئین کے لیے مفید بنائے، اور مصنف، مترجم اور ناشر کو اجر عطا فرمائے

محمد عزیر

مکہ مکرمہ ۵ نومبر ۱۹۸۸ء

انٹرنیٹ ایڈیشن

مسلم ورلڈ ڈیٹا پروسیسنگ پاکستان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اسلام وایمان

س ۱:- اسلام کیا ہے؟

ج ۱:- اسلام کے معنی ہیں توحید کا اقرار کرتے ہوئے اللہ کے لیے سرِ تسلیم خم کردینا، اس کی اطاعت بجالانا، شرک سے دور رہنا۔

فرمانِ الٰہی: ''بَلَىٰ مَنْ اَسْلَمَ وَجْهَهُ ، لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَلَهُ أَجْرُهُ عِندَ رَبِّهِ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ''

حق یہ ہے کہ جو بھی اپنی ہستی کو اللہ کی اطاعت میں سونپ دے اور عملاً نیک روش پر چلے، اس کے لیے اس ربّ کے پاس اُس کا اجر ہے اور ایسے لوگوں کے لیے کسی خوف یا رنج کا موقع نہیں۔ (سورۃ البقرۃ:۱۱۲)

فرمانِ نبوی:- الاسلام أن تشهد أن لاالٰه اِلاالله وأن محمداً رسول الله وتقيم الصلوٰة وتؤتى الزكاة وتصوم رمضان وتحج البيت اِن استطعتَ اِليه سبيلاً. (مسلم)

اسلام یہ ہے کہ تو اس بات کی گواہی دے کہ اللہ کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں، نماز کو قائم کرے زکوٰۃ ادا کرے، رمضان کے روزے رکھے، اگر استطاعت ہو تو حج کرے۔

س ۲:- ایمان کی تعریف کیا ہے؟

ج ۲:- دل سے تصدیق، زبان سے اقرار، اعضاء وجوارح سے عمل کرنے کا نام ایمان ہے۔

فرمانِ الٰہی: '' قَالَتِ الْأَعْرَابُ ءَامَنَّا قُل لَّمْ تُؤْمِنُوا وَلٰكِن قُولُوٓا أَسْلَمْنَا وَلَمَّا يَدْخُلِ الْإِيمٰنُ فِي قُلُوبِكُمْ وَإِن تُطِيعُوا اللهَ وَرَسُولَهُ لَا يَلِتْكُم مِّنْ أَعْمٰلِكُمْ شَيْئًا.

یہ بدوی کہتے ہیں کہ ''ہم ایمان لائے'' ان سے کہو تم ایمان نہیں لائے بلکہ یوں کہو کہ ہم مطیع ہوگئے، ایمان ابھی تمہارے دلوں میں داخل نہیں ہوا ہے۔ (الحجرات:۱۴)

فرمانِ نبوی:- الايمان أن تومن بالله وملائكته وكتبه ورسله واليوم الأخر وتؤمنَ بالقدر خير وشره. (مسلم)

ایمان یہ ہے کہ تو اللہ، اس کے فرشتوں، اس کی کتابوں، اس کے رسولوں، قیامت کے دن پر ایمان رکھے نیز بھلی بُری تقدیر پر بھی ایمان رکھے۔

حسن بصری رحمہ اللہ کا قول ہے: ليس الايمان بالتّمنّى ، ولا بالتجلّى ولكن هو ما وقر فى القلب وصدّقه العمل.

ایمان تمنا اور ظاہری آرائش کا نام نہیں، بلکہ وہ تو دل کی گہرائیوں میں پائی جانے والی چیز ہے، جس کی تصدیق عمل کرے۔

س ۳:- تمہارا رب کون ہے؟

ج ۳:- میرا رب اللہ کی وہ ذات ہے جس نے مجھے پیدا کیا اور اپنی نعمت سے میری اور تمام مخلوقات کی پرورش کی، وہی میرا معبود حقیقی ہے، اُس کے علاوہ میرا کوئی معبود نہیں۔

فرمان الٰہی:- الحمد للہ ربّ العالمین .

تعریف اللہ ہی کے لیے ہے جو تمام کائنات کا رب ہے۔ (سورۃ فاتحہ:۱)

س ۴:- تمہارا دین کونسا ہے؟

ج ۴:- ہمارا دین، اسلام ہے اور وہ کتاب وسنت کے بیان کردہ تمام ہی عبادات واطاعت کا نام ہے۔

فرمان الٰہی:- اِنَّ الْدِّیْنَ عِنْدَ اللہِ الْاِسْلَامُ.

اللہ کے نزدیک دین صرف اسلام ہے۔

س ۵:- تمہارے نبی کون ہیں؟

ج ۵:- ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، آپ کی ولادت باسعادت مکّہ میں ہوئی آپ تمام لوگوں کے نبی ورسول ہیں۔

فرمان الٰہی:- '' قُلْ یٰـٓاَیُّهَاالنَّاسُ اِنِّی رَسُولُ اللہِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعًا ''.

اے نبی آپ کہہ دیجئے کہ لوگو! میں تم سب کی جانب اللہ کا بھیجا ہوا رسول ہوں۔ (الاعراف:۱۵۸)

آپ خاتم النّبیّین ہیں آپ کے بعد کوئی نبی یا رسول آنے والا نہیں۔

فرمان الٰہی:- ''مَاکَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ وِلٰکِنْ رَّسُولَ اللہِ وَ خَاتَمَ النَّبِیّیِنَ '' (الاحزاب:۴۰)

(لوگو) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں: مگر وہ اللہ کے رسول اور خاتم النّبیّین ہیں ۔منصب نبوت آپ کو اس وقت ملا جب آپ پر درج ذیل ارشاد باری کا نزول ہوا۔

اِقرأ بِاسمِ ربّکَ الَّـذِیْ خَلَق .

(اے نبی) آپ پڑھئے اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا۔

اور آپ رسالت کے منصب سے اس وقت سرفراز ہوئے جب درج ذیل ارشاد کا نزول ہوا۔

'' یٰـٓاَ یُّهَاالْمُدَّثِّرُ ، قُمْ فَأنْذِرْ ''

اے اوڑھ لپیٹ کر لیٹنے والے، اٹھو اور ڈراؤ۔ (سورۃ مدثر:۱)

جب آپ چالیس سال کے ہوئے تو آپ پر وحی کا نزول ہوا، ۱۳ نبوت کو آپ مدینہ منورہ ہجرت کر گئے، وہاں آپ دس سال باحیات رہے، جب آپ تریسٹھ سال کے ہوئے تو خالق حقیقی سے جا ملے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کا آغاز توحید سے ہوا، توحید نام ہے لا الہ الا اللہ کے اقرار کرنے کا یعنی اللہ کے علاوہ کوئی بھی معبود برحق نہیں۔ آپ کے رب نے آپ کو حکم دیا کہ آپ صرف اللہ کو پکاریں، اس کی پکار میں کسی دوسرے کو شریک نہ کریں، جیسا کہ مشرکین آپ کے زمانے میں کرتے تھے۔

فرمان الٰہی:- ”قُلْ اِنَّمَآ اَدْعُواْ رَبِّی وَلَا أُشْرِکُ بِہٖ أَحَدًا“

(اے نبی) کہو کہ میں تو اپنے رب کو پکارتا ہوں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتا۔ (سورۃ الجن:۲۰)

فرمان نبوی:- الدعاء هو العبادة. (حسن صحیح ،ترمذی)

پکار عبادت ہے۔

مسلمانوں پر واجب ہے کہ وہ صرف اللہ کو پکاریں، کسی غیر کو نہ پکاریں چاہے وہ نبی یا ولی ہی کیوں نہ ہو۔اس لیے کہ صرف اللہ تعالیٰ ہی قادر مطلق ہے،اس کے علاوہ مُردے اپنی پریشانی دور کرنے سے عاجز ہیں۔

فرمان الٰہی:- وَالَّــذِیْنَ یَدْعُونَ مِن دُونِ اللہِ لَا یَخْلُقُونَ شَیْئًا وَهُمْ یُخْلَقُونَ ، أَمْوَاتٌ غَیْرُ أَحْیَـآءٍ وَمَا یَشْعُرُونَ أَیَّانَ یُبْعَثُونَ .

اور وہ دوسری ہستیاں جنہیں اللہ کو چھوڑ کر لوگ پکارتے ہیں وہ کسی بھی چیز کی خالق نہیں ہیں، بلکہ خود مخلوق ہیں، مردہ ہیں نہ کہ زندہ ،اوران کو کچھ معلوم نہیں کہ انہیں کب (دوبارہ زندہ کرکے) اٹھایا جائے گا۔ (النحل:۲۰-۲۱)

س۶:- دوبارہ اٹھائے جانے سے متعلق تمہارا کیا عقیدہ ہے۔اس کے انکار کا حکم کیا ہے؟

ج۶:- دوبارہ اٹھائے جانے کے سلسلے میں میرا عقیدہ یہ ہے کہ اُس پر ایمان رکھنا واجب ہے نیز اُس پر بھی کہ وہ ایمان باللہ کا لازمی جز ہے اور یہ کہ جو ذات مخلوقات کی تخلیق عدم سے کرسکتی ہے دوبارہ مخلوقات کا اعادہ کرسکتی ہے۔

اس کے انکار کا حکم:- کفر اور منکر کو جہنم میں ہمیشگی کا مستحق ٹھہراتا ہے۔

دلیل فرمان الٰہی:- وَضَـرَبَ لَـنَـا مَثَــلًا وَنَسِیَ خَلْقَهُ قَالَ مَنْ یُحْیِ الْعِظٰمَ وَهِیَ رَمِیْمٌ ، قُلْ یُحْیِیهَا الَّذِیٓ أَنْشَأَهَـآ أَوَّلَ مَرَّةٍ وَهُوَ بِکُلِّ خَلْقٍ عَلِیْمٌ .

اب وہ ہم پر مثالیں چسپاں کرتا ہے اور اپنی پیدائش کو بھول جاتا ہے کہتا ہے”کون ان ہڈیوں کو زندہ کرے گا، جب کہ یہ بوسیدہ ہو چکی ہوں“ اس سے کہو انہیں وہی زندہ کرے گا جس نے پہلے انہیں پیدا کیا تھا۔

س۷:-مُردے کے حُسن خاتمہ کی کیا علامات ہیں؟

ج۷:- حسن خاتمہ کی بہت سی علامتیں ہیں۔جس مسلمان میں مرتے وقت ان میں کوئی ایک پائی جاتی ہے وہ اس کے لیے خوشخبری ہوتی ہے

۱۔ مرتے وقت لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللہُ مُحَمَّد رَسُول اللہ کا زبان سے ادا کرنا۔

۲۔ جمعہ کے دن یا رات کو مرنا۔

۳۔ رش الجبین میں مرنا یعنی مرتے وقت پیشانی پسینے سے تر ہو۔

۴۔ میدان جنگ میں شہید ہونا۔

۵۔ فی سبیل اللہ لڑتے ہوئے مرنا، اس میں مندرجہ ذیل تمام لوگ شامل ہیں جو فی سبیل اللہ قتل کردیا جائے، جو طاعون میں مرجائے، جو پیٹ کی کسی بھی بیماری میں مرجائے۔

۶۔ جو جل کر یا ڈوب کر مرے۔

۷۔ حالت نفاس میں عورت کا مرجانا۔

۸۔ نمونیہ کی حالت میں مرنا۔

۹۔ تپ دق میں مرنا۔

۱۰۔ جان و مال اور دین کی حفاظت میں مرنا۔

۱۱۔ فی سبیل اللہ پہرے داری کرتے ہوئے مرنا۔

۱۲۔ کوئی عمل صالح کرتے ہوئے مرنا، مثلاً شہادتوں کا اقرار، روزہ رکھنا صدقہ کرنا وغیرہ۔



بندوں پر اللہ کے حقوق

س۱:- اللہ نے ہمیں کیوں پیدا کیا؟

ج۱:- اللہ نے ہمیں پیدا کیا تا کہ ہم اس کی عبادت کریں، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں۔

فرمانِ الٰہی:- وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنَ.

ہم نے جن اور انسانوں کو صرف اپنی بندگی کے لیے پیدا کیا ہے۔ (ذاریات:۵۶)

فرمانِ نبوی:- حق الله على العباد أن يعبدوه ولا يشركوا به شيئا.

اللہ کا حق بندوں پر یہ ہے کہ وہ اس کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں۔ (بخاری ومسلم)

س۲:- عبادت کسے کہتے ہیں؟

ج۲:- عبادت ہر اُس گفتار و کردار کا نام ہے جسے اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے مثلاً دعا، نماز، خشوع وغیرہ۔

فرمانِ الٰہی:- قُلْ اِنَّ صَلَاتِي وَ نُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ .

کہہ دیجئے! میری نماز میرے تمام مراسمِ عبودیت، میرا جینا اور میرا مرنا سب کچھ اللہ ربّ العالمین کے لیے ہے۔ (الانعام:۱۶۲)

حدیث قدسی:- ما تقرّب اِليَّ عبدي بشيءٍ أُحبّ اِليّ مما افترضتهُ عليه .

میری قربت کے لیے بندہ جو بھی اعمال کرتا ہے ان میں سے فرائض مجھے زیادہ پسند ہیں۔ (بخاری)

س۳:- عبادت کی قسمیں کیا کیا ہیں؟

ج۳:- عبادت کی بہت سی قسمیں ہیں، جیسے دعاء، خشیت الٰہی، توکل، سجدہ، طواف، قسم، فرمان روائی وغیرہ وغیرہ۔

س۴:- ہم اللہ کی عبادت کیسے کریں؟

ج۴:- جیسا کہ اللہ اور اس کے رسول نے ہمیں حکم دیا ہے۔

فرمان الٰہی:- يَـٰٓأَيُّهَا الَّذِيْنَ ءَامَنُوٓا أَطِيْعُوا اللهَ وَأَطِيْعُوا الرَّسُولَ وَلَا تُبْطِلُوٓا أَعْمَـٰلَكُمْ .

ایمان والو: تم اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کا کہا مانو اور اپنے اعمال کو برباد نہ کرلو۔ (سورۃ محمد:۳۳)

حدیث نبوی:- من عمل عملًا ليس عليه أمرنا فهو رد . (مسلم)

جس کسی نے ایسا کام کیا جس کا ہم نے حکم نہیں دیا ہے تو وہ مردود ہے غیر مقبول ہے۔

س۵:- کیا ہمیں رحمت الٰہی کی امید اور اس کے عذاب سے ڈرتے ہوئے عبادت کرنا چاہئے؟

ج۵:- ہاں ہمیں اسی طرح عبادت کرنا چاہیے۔

فرمان الٰہی:- وَادْعُوهُ خَوْفًا وَ طَمَعًا .

اور اسے خوف وطمع کے ساتھ پکارو۔

فرمان نبوی:- أسأل الله الجنة وأعوذ به من النار .

میں اللہ سے جنت کا سوال کرتا ہوں، اور جہنم سے اس کی پناہ چاہتا ہوں۔ (ابوداؤد)

س۶:- عبادت میں احسان کا کیا مفہوم ہے؟

ج:- عبادت میں اللہ تعالیٰ کی نگہداشت ومراقبہ کو احسان سے تعبیر کیا گیا ہے۔

فرمان الٰہی:- الَّذِي يَرَاكَ حِيْنَ تَقُوْمُ ، وَتَقَلُّبَكَ فِي السَّٰجِدِيْنَ .

وہ تمہیں اس وقت دیکھ رہا ہوتا ہے جب تم اٹھتے ہو اور سجدہ گذار لوگوں میں تمہاری نقل وحرکت پر نگاہ رکھتا ہے۔ (شعراء:۲۱۹)

فرمان نبوی:- الاِحسان أن تعبدَالله كأنك تراه فإن لم تكن تراه فإنه يراك. (مسلم)

احسان یہ ہے کہ تم اللہ کی عبادت اس انداز پر کرو کہ تم اسے دیکھ رہے ہو، اگر ایسا نہ ہو تو پھر اللہ تمہیں دیکھ رہا ہے۔

س۷:- اللہ اور رسول کے حقوق کے بعد سب سے بڑا حق کس کا ہے؟

ج۷:- والدین کا۔

فرمان الٰہی:- وَقَضَىٰ رَبُّكَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ وَبِالْوَٰلِدَيْنِ إِحْسَـٰنًا إِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ أَحَدُهُمَا أَوْ كِلَاهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ أُفٍّ وَلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا . (سورۃ الاسراء:۲۳)

تیرے رب نے فیصلہ کر دیا ہے کہ تم لوگ کسی کی عبادت نہ کرو، مگر صرف اس کی ، والدین کے ساتھ نیک سلوک کرو، اگر تمہارے پاس ان میں سے کوئی ایک، یا دونوں بوڑھے ہوکر رہیں تو انہیں اف تک نہ کہو، نہ انہیں جھڑک کر جواب دو، بلکہ ان سے احترام کے ساتھ بات کرو۔

حدیث نبوی:- عن أبی هريرة قال : جاء رجل الی رسول الله صلی الله عليه وسلم فقال : يا رسول الله من أحق الناسِ بحسن صحبتی قال : أمک ، قال : ثم من؟ قال : أمک ، قال : ثم من ؟ قال أمک ، قال : ثم من؟ قال : ابوک .

حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور پوچھا اے اللہ کے رسول میرے حسن سلوک کا لوگوں میں کون سب سے زیادہ حق دار ہے آپ نے فرمایا، تیری ماں ۔ دوبارہ پوچھا، پھر کون، آپ نے فرمایا، تیری ماں سہ بارہ پوچھا، پھر کون، آپ نے فرمایا تیری ماں، چوتھی بار پوچھا، پھر کون، آپ نے فرمایا، تیرا باپ۔

توحید کی قسمیں اور اس کے فوائد

س ۱:- اللہ تعالیٰ نے رسولوں کو کیوں بھیجا؟

ج ۱:- تا کہ لوگوں کو عبادت باری تعالیٰ کی دعوت دیں اور شرک کی نفی کریں۔

فرمان الٰہی:- وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِی كُلِّ أُمَّـةٍ رَّسُولًا أَنِ اعبُدُوا اللهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّـٰغُوتَ .

اور ہم نے ہر امت میں ایک رسول بھیج دیا اور اس کے ذریعہ سب کو خبر دار کر دیا کہ ''اللہ کی بندگی کرو اور طاغوت کی بندگی سے بچو'' (طاغوت وہ ہے جسے لوگ اللہ کو چھوڑ کر پوجیں اور پکاریں اور وہ اس پر راضی ہو)۔ (سورۃ النحل:۳۶)

حدیث نبوی:- والأنبياء اِخوة ، ودينهم واحد. (بخاری ومسلم)

تمام انبیاء آپس میں بھائی بھائی ہیں........اوران کا ایک ہی دین ہے۔

س ۲:- توحید ربوبیت کیا ہے؟

ج ۲:- اللہ تعالیٰ کو اس کے افعال میں یکتا ماننا توحید ربوبیت ہے جیسے خلق اور تدبیر وغیرہ۔

فرمان الٰہی:- اَلْحَمْدُللهِ رَبِّ العٰالَمِيْن .

تمام تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں جو تمام کائنات کا رب ہے۔

حدیث نبوی:- أنتَ ربّ السَّمٰوٰتِ والأرض . (بخاری ومسلم)

تو ہی زمین اور آسمانوں کا رب ہے۔

س ۳:- توحید الوہیت کسے کہتے ہیں؟

ج۳:- جملہ عبادات کا مستحق صرف اللہ کو ماننا، جیسے کہ دعا، ذبیحہ، نذر، فرمانروائی، نماز، امید رحمت، خوف عذاب، طلب مدد اور توکل وغیرہ ۔

فرمان الٰہی:- وَاِلٰـهُكُمْ اِلَـٰهٌ وَاحِدٌ لَّآ اِلٰـهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ .

اور تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے اس رحمٰن اور رحیم کے علاوہ کوئی برحق معبود نہیں ہے۔

حدیث نبوی:- فليكن أول ما تدعوهم اليه شهادة أن لااله الّا الله .

تمہاری دعوت کا آغاز اس بات کی گواہی سے ہو کہ اللہ کے علاوہ کوئی مستحق عبادت نہیں۔ (بخاری ومسلم)

بخاری کی ایک روایت یوں ہے"الی أن يوحدوا الله "یعنی پہلے اس بات کی دعوت دی جائے کہ لوگ اللہ کی وحدانیت کے قائل ہو جائیں۔

س۴:- توحید ربوبیت اور توحید الوہیت کی غرض وغایت کیا ہے؟

ج۴:- توحید ربوبیت والوہیت کی غرض وغایت یہ ہے کہ لوگ اپنے معبود ورب کی عظمت کو پہچان لیں، صرف اسی کی عبادت کریں، اسی کے کہنے پر چلیں، ایمان ان کے دلوں میں رچ بس جائے نیز فی الواقع عملاً اس کا ظہور ہو۔

س۵:- توحید اسماء وصفات سے کیا مراد ہے؟

ج۵:- اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے جو اس کے اوصاف بیان فرمائے ہیں انہیں اس کے شایان شان بلا تاویل وتفویض اور بلا تمثیل وتعطیل تسلیم کرنا توحید اسماء وصفات کہلاتا ہے، جیسا کہ استواء علی العرش، اس کا نزول، اور اس کا ہاتھ وغیرہ۔

فرمان الٰہی:- " لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ "

کائنات کی کوئی چیز اس کے مشابہ نہیں وہ سب کچھ دیکھنے اور سننے والا ہے۔

حدیث نبوی:- ينزل الله فى كل ليلة الى السماء الدنيا . (مسلم)

اللہ تعالیٰ ہر رات آسمان دنیا کی طرف اپنی شایان شان نزول فرماتا ہے۔ (اس کا یہ نزول کسی مخلوق کے نزول کے ہرگز مشابہ نہیں)

س۶:- اللہ تعالیٰ کہاں ہے؟

ج۶:- اللہ تعالیٰ عرش پر مستوی ہے۔

فرمان الٰہی:- " الرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى "

وہ رحمان عرش پر مستوی ہے۔ (سورۃ طٰہٰ:۵)

بخاری شریف میں تابعین سے اس کی تفسیر یوں منقول ہے: یعنی چڑھا اور بلند ہوا۔

حدیث نبوی:- ان الله كتب كتاباً قبل أن يخلق الخلق ان رحمتى سبقت غضبى فهو مكتوب عنده فوق العرش .

اللہ تعالیٰ نے مخلوقات کی تخلیق سے پہلے ایک دستاویز لکھی کہ "میری رحمت میرے غضب پر سبقت لے گئی" اور وہ عرش پر اس کے پاس محفوظ ہے۔ (بخاری)

س ۷:- کیا اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے؟

ج ۷:- اللہ تعالیٰ اپنی دید وشنید اور علم کے لحاظ سے ہمارے ساتھ ہے یعنی ہماری جملہ حرکات وسکنات اس کے سامنے ہیں۔

فرمان الٰہی:- " قَالَ لَا تَخَافَآ اِنَّنِی مَعَکُمَآ اَسۡمَعُ وَأَرٰیٰ "

ڈرومت میں تمہارے ساتھ ہوں، سب کچھ سن رہا ہوں اور دیکھ رہا ہوں۔ (سورۃ طٰہٰ:۴۶)

حدیث نبوی:- انکم تدعون سمیعًا قریبًا وھو معکم . (مسلم)

تم ایسی ذات کو پکارتے ہو جو سننے والی اور قریب ہے، (علم کے لحاظ سے) تمہارے ساتھ ہے۔

س ۸:- عقیدہ توحید کے فوائد کیا ہیں؟

ج ۸:- اس کے فوائد یہ ہیں کہ:

۱۔ انسان آخرت کے ابدی عذاب سے محفوظ رہتا ہے۔

۲۔ دنیا میں راست پر آجاتا ہے۔

۳۔ گناہوں کی بخشش ہوجاتی ہے۔

فرمان الٰہی:- " اَلَّذِیۡنَ ءَامَنُوا وَلَمۡ یَلۡبِسُوٓا اِیۡمَانَهُم بِظُلۡمٍ أُوۡلٰٓئِکَ لَهُمُ الۡأَمۡنُ وَهُم مُّهۡتَدُوۡنَ "

حقیقت میں امن انہیں کے لیے ہے اور راہ راست پر وہی ہیں جو ایمان لائے اور جنہوں نے اپنے ایمان کو ظلم کے ساتھ آلودہ نہیں کیا۔ (ظلم سے مراد شرک ہے)۔ (سورہ انعام:۸۲)

حدیث نبوی:- حق العباد علی اللہ أن لایعذب من لا یشرک بہٖ شیئاً . (بخاری ومسلم)

بندوں کا حق اللہ کے ذمہ یہ ہے کہ وہ ایسے تمام بندوں کو عذاب نہ دے جو اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں۔ (بخاری ومسلم)

لا الہ اِلا اللہ کا مفہوم اور اس کے شرائط

س ۱:- لَآاِلٰـهَ اِلَّا اللہ کا مفہوم کیا ہے؟

ج ۱:- برادران اسلام کو معلوم ہونا چاہیے کہ لَآاِلٰـهَ اِلَّا اللہ جنت کی کنجی ہے لیکن ہر کنجی کے دندانے ہوتے ہیں، اگر تمہاری کنجی دندانے والی ہے تو تالا کھول سکتی ہے ورنہ نہیں۔

اس کنجی کے دندانے لَآاِلٰـهَ اِلَّا اللہ کے درج ذیل شرائط ہیں:

۱۔ اس کے مفہوم سے واقفیت، یعنی اللہ کے علاوہ کسی کو معبود برحق نہ سمجھنا فرمان الٰہی:- فَاعۡلَمۡ أَنَّهُ لَآاِلٰـهَ اِلَّا اللہ . (سورۃ

محمد:۱۹)

جان لو کہ اللہ کے علاوہ کوئی بھی معبود برحق نہیں۔

حدیث نبوی:- من مات وهو يعلم أنه لا إله الا الله دخل الجنة . (مسلم)

جس کی موت عقیدہ توحید لَا اِلٰـهَ اِلَّا الله پر ہوگی جنت میں داخل ہوگا۔

۲۔ ایسا یقین جس میں کوئی شک کا شائبہ نہ ہو، یعنی لَا اِلٰـهَ اِلَّا الله پر بلا کسی شک دل کو پورا یقین ہو۔

فرمان الٰہی:- اِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ ءَ امَنُوا بِاللهِ وَرَسُولِهِ ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوا .

حقیقت میں مومن تو وہ ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے پھر انھوں نے کوئی شک نہیں کیا۔ (الحجرات:۱۵)

حدیث نبوی:- أشهد أن لا اله الا الله وأنى رسول الله لا يلقى الله بهما عبد غير شاك فيحجب عن الجنة . (مسلم)

میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں، جو بندہ بغیر شک ان دونوں باتوں کی گواہی دیتے ہوئے اللہ سے جا ملے گا وہ جنت سے روکا نہیں جا سکتا۔

کلمہ لَا اِلٰـهَ اِلَّا الله کے تمام مقتضیات کو زبان و دل سے قبول کرنا۔

فرمان الٰہی:- اِنَّهُم كَانُوا اِذَا قِيلَ لَهُمْ لَا اِلٰـهَ اِلَّا الله يَسْتَكْبِرُونَ ، وَيَقُولُونَ أَئِنَّا لَتَارِكُوٓا ءَ الِهَتِنَا لِشَاعِرٍ مَجْنُونٍ .

یہ وہ لوگ تھے جب ان سے کہا جاتا اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں تو یہ گھمنڈ میں آجاتے تھے اور کہتے تھے کیا ہم ایک شاعر مجنون کی خاطر اپنے معبودوں کو چھوڑ دیں گے؟ (صافات:۳۵-۳۶)

حدیث نبوی:- أمرت أن أقاتل الناس حتّى يقولوا لَا اِلٰـهَ اِلَّا الله ، فمن قال لَا اِلٰـهَ اِلَّا الله فقد عصم منّى مَا له ونفسه اِلّا بحقّ الاِسلام وحسابه على الله عزوجل . (بخاری ومسلم)

مجھے لوگوں سے جنگ کا حکم دیا گیا یہاں تک کہ وہ لَا اِلٰـهَ اِلَّا الله کے قائل ہو جائیں، جو بھی لَا اِلٰـهَ اِلَّا الله کا قائل ہو گیا، اس نے مجھ سے اپنی جان و مال کو محفوظ کر لیا اِلّا یہ کہ وہ کسی اسلامی قانون کی زد میں آجائے اور اس کا حساب اللہ عزوجل پر موقوف ہے۔

۴۔ جن چیزوں پر لَا اِلٰـهَ اِلَّا الله دلالت کرتا ہو، ان کے لیے سر تسلیم خم کر دینا

فرمان الٰہی:- وَأَنِيبُوا اِلَىٰ رَبِّكُمْ وَأَسْلِمُوا لَهُ .

پلٹ آؤ اپنے رب کی طرف اور مطیع بن جاؤ۔ (زمر:۵۴)

۵۔ ایسی تصدیق جس میں تکذیب کا شائبہ تک نہ ہو یعنی لَا اِلٰـهَ اِلَّا الله کا صدق دل سے قائل ہو۔

فرمان الٰہی:- الٓمٓ ، أَحَسِبَ النَّاسُ أَن يُتْرَكُوٓا أَن يَقُولُوٓا ءَ امَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُونَ ، وَلَقَدْ فَتَنَّا الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَلَيَعْلَمَنَّ اللهُ الَّذِينَ صَدَقُوا وَلَيَعْلَمَنَّ الْكَـٰذِبِينَ .

ا۔ل۔م۔کیا لوگوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ وہ بس اتنا کہنے پر چھوڑ دیئے جائیں گے کہ ''ہم ایمان لائے'' اوران کو آزمایا نہ جائے گا ،حالانکہ ہم ان سب لوگوں کی آزمائش کر چکے ہیں جو ان سے پہلے گذرے ہیں، اللہ کو تو ضرور یہ دیکھنا ہے کہ سچے کون ہیں اور جھوٹے کون ہیں؟

حدیث نبوی:- ما من أحد يشهد ان لَاإِلٰهَ اِلَّا الله وأن محمدا عبده ورسوله صِدقا من قلبه اِلا حرمه الله على النار .

جو بھی صدق دل سے اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور یہ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں، اس پر اللہ تعالیٰ جہنم کی آگ حرام کر دیتا ہے۔ (بخاری ومسلم)

۶۔ اخلاص، یعنی کسی بھی عمل کو اس طرح صالح نیت سے کرنا کہ اس میں شرک کا کوئی شائبہ نہ ہو۔

فرمان الٰہی:- وَمَا أُمِرُوٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوا الله مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ حُنَفَآءَ . (بینہ:۵)

اوران کو اس کے سوا کوئی حکم نہیں دیا گیا تھا کہ اللہ کی بندگی کریں، اپنے دین کو اس کے لیے خالص کر کے، بالکل یک سو ہو کر۔

حدیث نبوی:- أسعد الناس بشفاعتي يوم القيامة من قال لَاإِلٰهَ اِلَّا الله خالصًا من قلبه أو نفسه . (بخاری)

میری شفاعت کا حقدار وہی ہوگا جو صدق دل سے لَاإِلٰهَ اِلَّا الله کا قائل ہوگا۔

حدیث نبوی:- ان الله حرّم على النار من قال : لَاإِلٰهَ اِلَّا الله يبتغي بذٰلك وجه الله عزّوجل . (مسلم)

جو رضائے الٰہی چاہتے ہوئے لَاإِلٰهَ اِلَّا الله، کا قائل ہوتا ہے، اس پر اللہ تعالیٰ جہنم کو حرام کر دیتا ہے۔

۷۔ اس کلمہ طیبہ، اس کے مقتضیات ومدلولات ،اس کے شروط کے ساتھ اس پر عمل کرنے والوں سے محبت کرنا، اور اس کے منکرین سے عداوت رکھنا۔

فرمان الٰہی:- وَمِنَ النَّاسِ مَن يَتَّخِذُ مِنْ دُونِ اللهِ أَنْدَادًا يُحِبُّونَهُمْ كَحُبِّ اللهِ وَالَّذِيْنَ ءَامَنُوٓا أَشَدُّ حُبًّا لِلّٰهِ .
(البقرة:١٦٥)

(وحدت الٰہی پر کھلے کھلے آثار کے ہوتے ہوئے بھی) کچھ لوگ ایسے ہیں جو اللہ کے سوا دوسروں کا اس کا ہمسر اور مدمقابل بناتے ہیں اور ان کے ایسے گرویدہ ہیں، جیسی اللہ کے ساتھ گرویدگی ہونی چاہئے حالانکہ ایمان رکھنے والے لوگ سب سے بڑھ کر اللہ کو محبوب رکھتے ہیں۔

حدیث نبوی:- ثلاث من كن فيه وجد بهن حلاوة الاِيمان : أن يكون الله ورسوله أحب اليه مما سواهما ، وأن يحب المرء لايحبه اِلا لله وأن يكره أن يعود فى الكفر بعد اذا أنقذه الله منه ، كما يكره أن يُقذف فى النار .
(بخاری ومسلم)

تین خصلتیں جس کسی میں ہوں گی ،ایمان کی مٹھاس پالے گا ،یہ کہ اس کے نزدیک اللہ، اس کے رسول تمام چیزوں سے زیادہ محبوب ہوں ،یہ کہ وہ کسی دوسرے سے محبت صرف اللہ کے لیے کرے، یہ کہ جب اللہ نے اسے کفر سے نجات دلا دی ہے، تو دوبارہ کفر کی جانب لوٹنے کو ویسے ہی ناپسند کرے جیسے کہ آگ میں ڈالے جانے کو ناپسند کرتا ہو۔ (بخاری ومسلم)

(ڈاکٹر محمد سعید قحطانی کی کتاب الولاء والبراء سے منقول)

۸۔ طاغوتوں کا یعنی اللہ کے علاوہ دوسرے معبودان باطلہ کا انکار کرے اور اللہ ہی کو برحق رب و معبود تسلیم کرے۔

فرمانِ الٰہی:- فَمَن يَكْفُرْ بِالطَّـٰغُوتِ وَيُؤْمِن بِاللهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقَىٰ لَا انفِصَامَ لَهَا وَاللهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ .

اب جو کوئی طاغوت کا انکار کر کے اللہ پر ایمان لے آیا اس نے ایک ایسا مضبوط سہارا تھام لیا جو کبھی ٹوٹنے والا نہیں۔ (سورۃ البقرۃ)

حدیث نبوی:- من قال لَا اِلٰـهَ اِلَّا الله و كفر بما يعبد من دون الله حرم ماله ودمه . (مسلم)

جو لَا اِلٰـهَ اِلَّا الله کا قائل ہوا اور اللہ کے علاوہ معبودان باطلہ کی تکذیب کی اس کا مال اور خون قابل حرمت ہو گیا۔

عقائد اور توحید کی اہمیت

س ۱:- ہم توحید کو دوسری چیزوں سے زیادہ کیوں اہمیت دیتے ہیں؟

ج ۱:- اس کے بہت سے اسباب ہیں مثلاً:

۱۔ توحید (شرک کی ضد) ہی وہ بنیادی ستون ہے جس پر اسلام کی بنیاد رکھی جاتی ہے، اور توحید لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی شہادت سے عیاں ہے۔

۲۔ توحید ہی کے ذریعہ کافر حلقہ بگوش اسلام ہو کر قتل سے محفوظ ہو جائے گا اس کے انکار یا استہزاء سے مسلمان دین اسلام سے خارج ہو کر حالت کفر میں قتل کر دیا جائے گا۔

۳۔ عقیدۂ توحید ہی تمام رسولوں کی دعوت کا اصل مرکز رہا ہے۔

فرمانِ الٰہی:- وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَّسُولًا أَنِ اعْبُدُوا اللهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّـٰغُوتَ .

اور ہم نے ہر امت میں ایک رسول بھیج دیا اور اس کے ذریعہ سب کو خبردار کر دیا کہ "اللہ کی بندگی کرو اور طاغوت کی بندگی سے بچو"۔ (سورۃ النحل: ۳۶)۔

فرمانِ الٰہی:- وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنَ .

ہم نے جن اور انسانوں کو صرف اپنی بندگی کے لیے پیدا کیا ہے۔ (لیعبدون) یعنی ہماری توحید کے قائل ہو جائیں اور صرف ہماری عبادت کریں۔ (ذاریات: ۵۶)

۵۔ توحید:- توحید ربوبیت، توحید الوہیت، توحید اسماء وصفات اور ہر طرح کی عبادتوں کو شامل ہے۔

۶۔ توحید اسماء وصفات بہت اہم ہے میری ایک نوجوان مسلمان سے ملاقات ہوئی جو کہہ رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ ہر جگہ ہے، میں نے اس سے کہا اگر تمہاری مراد ذات باری تعالیٰ ہے تو یہ بہت بڑی غلطی ہے اس لیے کہ فرمان الٰہی ہے۔

فرمان الٰہی:- ''الرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى''

وہ رحمان عرش پر مستوی ہے۔ (سورۃ طٰہٰ:۵)

اور اگر تمہاری مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی دید وشنید اور علم کے لحاظ سے ہمارے ساتھ ہے تو یہ صحیح ہے، چنانچہ اس نے اس تشریح کو قبول کرلیا۔

۷۔ توحید ہی پر انسان کی دنیوی واخروی سعادت مندی و بدبختی موقوف ہے۔

۸۔ توحید ہی نے دنیائے عرب کو شرک، ظلم، جہالت اور انتشار سے نکال کر عدل، عزت، علم، اتحاد اور مساوات سے ہمکنار کیا۔

۹۔ توحید ہی کے ذریعہ مسلمانوں نے ملکوں کو فتح کیا، بندوں کو معبودانِ باطلہ کی پرستش سے نجات دلائی، رب حقیقی کے عبادت پر لگایا، مسخ شدہ ادیان کی ظلم وزیادتی سے خلاصی دلائی، محفوظ اسلام کے عدل وانصاف سے ہمکنار کیا۔

۱۰۔ عقیدۂ توحید ہی مسلمانوں کو جہاد، جاں نثاری اور قربانی پر اکساتا ہے۔

۱۱۔ توحید ہی کے ذریعہ عرب وعجم کو متحد کرنے اور انہیں ایک امت بنانے کا تصور کیا جاسکتا ہے۔ بریں بناء جب مجدد شیخ محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ کی دعوت توحید حاجیوں کے ذریعہ ہندوستان پہنچی، تو انگریز اس سے خوفزدہ ہوگئے۔ یہ تو دنیا کے تمام مسلمانوں کو متحد کرکے انہیں ان تمام ملکوں سے نکال دے گی جن پر ان کی فرماروائی چل رہی ہے۔ نتیجہ کے طور پر انگریز اپنے پٹھوؤں کو لے کر دعوت توحید کے خلاف صف آراء ہوگئے۔ اسے ''وہابی دعوت'' سے موسوم کرنے لگے، تاکہ لوگوں کو اس سے دور رکھیں، جیسا کہ اس کا تذکرہ شیخ علی طنطاوی نے اپنی کتاب (الشہید احمد عرفان) اور (محمد بن عبدالوہاب) میں کیا ہے۔

۱۲۔ توحید ہی مجاھد کے انجام کا تعین کرتی ہے، اگر وہ اہل توحید میں سے ہے تو جنتی ہوگا، اور اگر اہل شرک سے ہوگا تو جہنمی ہوگا۔

۱۳۔ توحید ہی کی خاطر تمام جنگیں وجود میں آئیں، اسی کے لیے مسلمان شہید ہوئے اسی کے باعث کامیابی سے ہمکنار ہوئے۔ اسی کی خاطر مسلمان لڑتے رہے، بغیر توحید کے ان کی عزت ونصرت کا تصور نہیں جس طرح زمانۂ ماضی میں توحید نے مسلمانوں کو متحد کرکے ان کی ایک بہت بڑی حکومت بناڈالی، ٹھیک اسی طرح آج بھی باِذن اللہ ان کی حکومت وعظمت رفتہ رفتہ واپس آسکتی ہے، شرط یہ ہے کہ وہ دوبارہ عقیدۂ توحید کو اپنا لیں۔

فرمان الٰہی:- يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ اَقْدَامَكُمْ . (سورۃ محمد:۷)

ایمان والو! اگر تم اللہ کی مدد کروگے تو وہ تمہاری مدد کرے گا۔ (اللہ کی مدد کرنے سے مراد اللہ کا کلمہ بلند کرنے اور حق کو سربلند کرنے کے کام میں حصہ لینا ہے)۔

س۲:- انسان کے لیے دین وعقیدہ کیوں لازم ہے؟

ج۲:- اس لیے کہ انسان اپنی فطرت اور روئے زمین پر عبادت الٰہی کے تمام معانی کو بجالانے کی منجانب اللہ عائد کردہ ذمہ داری کے

ساتھ مربوط ہے ،انسان فطرتاً ایک بے کار اڑتے ہوئے ذرہ کی مانند رہنا پسند نہیں کرسکتا ، بریں بناء اس کے مقام ومرتبے کی تعیین کرے ،سعادت دارین کے لیے سیدھا راستہ دکھائے ، یہ عقیدہ ایک ایسی صاف شفاف روشنی ہے جہاں سے ہمیں احکام وقوانین ملتے ہیں ،جو انسان کی طرز زندگی کا تعین کرتے اور امن وامان سے بہرہ ور کرتے ہیں جس میں ہدایت ورہنمائی ،کامیابی وکامرانی ہے۔

فرمان الٰہی :- صِبۡغَةَ اللّٰهِ وَمَنۡ أَحۡسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبۡغَةً وَنَحۡنُ لَهُ عَـٰبِدُونَ .

کہو:" اللہ کا رنگ اختیار کرو اس کے رنگ سے اچھا اور کس کا رنگ ہوگا اور ہم اسی کی بندگی کرنے والے ہیں۔

س۳:- مبلغین اور اسلامی جماعتوں کے کیا فرائض ہیں؟

ج۳:- مبلغین اور اسلامی جماعتوں پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ کتاب وسنت صحیحہ کو اپنی مشعل راہ بنائیں ،جن چیزوں سے انبیاء کرام نے اپنی دعوت کا آغاز کیا ،اسی سے اپنی دعوت کا آغاز کریں ،ان میں سب سے مقدم ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی دعوت کا آغاز توحید ،یعنی لا الـہ الا اللہ کی شہادت سے کیا ،جس کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ کے علاوہ کوئی برحق معبود نہیں ،مکہ میں آپ تیرہ سال اسی کی دعوت دیتے رہے ،تا آنکہ صحابہ کرام کے دلوں میں یہ بات بیٹھ گئی کہ عبادت صرف اللہ کیلئے ہوسکتی ہے ،صرف اسی کو پکارا جاسکتا ہے ،اس لیے کہ صرف وہی قادر مطلق ہے ،دوسرے عاجز ہیں ،قانون سازی اور حاکمیت صرف اللہ کے لیے ہے ،اس لئے کہ وہی خالق ہے ،اپنے بندوں کی مصلحتیں زیادہ جانتا ہے ،جب آپ ہجرت کرکے مدینہ منورہ پہنچے تو اسلامی حکومت کی داغ بیل ڈالی اور اسلام کی سربلندی کے لیے جہاد کی دعوت دی۔

مسلمان ہونیکے شرائط

س۱:- مسلمان ہونے کے کیا شرائط ہیں؟

ج۲:- آدمی اس وقت تک صحیح معنوں میں مسلمان نہیں ہوسکتا جب تک کہ درج ذیل شروط اس میں نہ پائے جائیں۔

۱۔ توحید الوہیت کو جانے اور اس کے مطابق عمل کرے۔

۲۔ رسول کی لائی ہوئی تمام باتوں کی تصدیق کرے ،اس کے اوامر ونواہی پر پوری طرح عمل کرے۔

۳۔ کفار ومشرکین سے دشمنی کرے ،بہت سے مسلمان مشرک تو نہیں لیکن اہل شرک کی دشمنی نہیں کرتے ، بایں سبب وہ حقیقی مسلمان نہیں ہوسکتے اس لیے کہ اس نے تمام رسولوں کے اصول کو چھوڑ دیا ہے ،ابراہیم علیہ السلام اپنی قوم سے فرمارہے ہیں۔

كَفَرۡنَا بِكُمۡ وَبَدَا بَيۡنَنَا وَبَيۡنَكُمُ الۡعَدَاوَةُ وَالۡبَغۡضَآءُ أَبَدًا حَتَّىٰ تُؤۡمِنُوا بِاللّٰهِ وَحۡدَهُ . (سورۃ الممتحنۃ:۴)

ہم نے تم سے کفر کیا اور ہمارے تمہارے درمیان ہمیشہ کے لیے عداوت ہوگئی اور بیر پڑ گیا جب تک تم اللہ واحد پر ایمان نہ لاؤ۔

عداوت کو بغضاء سے پہلے ذکر کرنے پر غور کرو ،اس لیے کہ عداوت بغضاء سے زیادہ اہم ہے ،بسا اوقات مسلمان مشرکین سے بغض تو رکھتا ہے لیکن دشمنی نہیں کرتا۔ لیکن جب تک بغض وعداوت دونوں نہ پائی جائیں ،فرض ادا نہیں ہوسکتا ،بغض دشمنی کھلم کھلا ہونی

ضروری ہے قلبی بغض اس وقت تک مفید نہیں ہوسکتا جب تک کہ اس کے اثرات دشمنی اور قطع تعلق کی صورت میں ظاہر نہ ہوں۔

۴۔ نصیحت کے فریضے کو ادا کرے، جو یہ کہے کہ مسلمان اگر چہ شرک، کفر اور گناہوں کے مرتکب ہوں، ہم ان سے چھیڑ چھاڑ نہیں کریں گے، وہ حقیقی مسلمان نہیں ہوسکتا، بلکہ اس پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ انہیں نصیحت کرے، شرک، کفر، نافرمانی اور دیگر برے کاموں کے انجام سے آگاہ کرے، لیکن درج ذیل فرمان الٰہی پر عمل کرتے ہوئے نرم لب ولہجہ اختیار کرے۔

فرمان الٰہی:- أُدْعُ اِلَیٰ سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَةِ وَالْمُوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَـٰدِلْهُمْ بِالَّتِی هِیَ أَحْسَنُ . (النحل:۱۲۵)

اے نبی! اپنے رب کے راستے کی طرف دعوت وحکمت اور عمدہ نصیحت کے ساتھ، اور لوگوں سے مباحثہ ایسے طریقہ پر جو بہترین ہو۔

س۲:- قبول توبہ کے کیا شرائط ہیں؟

ج:- قبول توبہ کے درج ذیل شرائط ہیں۔

۱۔ اخلاص یعنی گنہگار کی توبہ صرف اللہ کے لیے ہو۔

۲۔ گنہگار اپنی کردہ گناہوں پر نادم ہو۔

۳۔ گنہگار اپنی کردہ گناہوں کو چھوڑ دے۔

۴۔ گناہ کے دوبارہ نہ کرنے کا پختہ عزم کرے۔

۵۔ حقوق سے متعلق سرزد گناہوں پر اللہ سے مغفرت طلب کرے۔

۶۔ لوگوں کے حقوق ادا کرے یا تو لوگ اسے معاف کردیں۔

۷۔ گنہگار کی توبہ سکرات الموت سے پہلے اس کی زندگی میں ہو۔

حدیث نبوی:- ان اللہ یقبل توبة العبد ما لم یغرغر. (ترمذی)

حالت نزع سے پہلے پہلے تک اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی توبہ قبول کرتا ہے۔

قبولیت عمل کے شروط

س۱: قبولیت عمل کے شروط کیا ہیں؟

ج:- قبولیت عمل کے چار شروط ہیں۔

۱۔ اللہ پر ایمان رکھنا اس وحدانیت کا قائل ہونا۔

فرمان الٰہی:- اِنَّ الَّذِیْنَ ءَامَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ کَانَتْ لَهُمْ جَنّٰتُ الْفِرْدَوْسِ نُزُلًا . (الکہف)

البتہ وہ لوگ جو ایمان لائے، اور جنہوں نے صالح عمل کیا ان کی میزبانی کیلئے فردوس کے باغات ہوں گے۔

حدیث نبوی:- قل اٰمنت باللہ ثم استقم . (مسلم)

(آپ نے ایک صحابی کو فرمایا تھا) کہہ دو میں اللہ پر ایمان لایا، پھر اس پر ثابت قدم رہو۔

۲۔ اخلاص یعنی بغیر ریاکاری و مکاری، صرف اللہ کے لیے عمل کرنا۔

فرمان الٰہی:- فَاعْبُدِ اللہَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّيْنَ .

لہٰذا تم اللہ ہی کی بندگی کرو دین کو اسی کے لیے خالص کرتے ہوئے۔ (الزمر)

حدیث نبوی:- من قال لا الہ الا اللہ مخلصًا دخل الجنة. (صحیح بزار)

جو بھی صدق دل سے لا الہ الا اللہ کا قائل ہو گیا جنت میں داخل ہوگا۔

۳۔ رسول کی لائی ہوئی شریعت کی موافقت۔

فرمان الٰہی:- وَمَا ءَاتٰـكُمُ الرَّسُولُ فَخُـذُوهُ وَمَا نَهٰـكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا .

جو کچھ رسول تمہیں دیں وہ لے لو، اور جس چیز سے روکیں اس سے رُک جاؤ۔ (سورہ حشر: ۷)

حدیث نبوی:- من عمل عملاً ليس عليه أمرنا فهو رَدّ . (مسلم)

جس کسی نے ایسا کام کیا جس کا ہم نے حکم نہیں دیا وہ مردود و غیر مقبول ہے۔

۴۔ صاحبِ عمل غیر اللہ کی عبادت کر کے اپنے ایمان کو کفر اور شرک سے تباہ نہ کرے، مثلاً انبیاء، اولیاء اور مُردوں کو پکارنا اور ان سے مدد طلب کرنا۔

فرمان نبوی:- الدعا هو العبادة . پکارنا ہی عبادت ہے۔ (ترمذی)

فرمان الٰہی:- وَلَا تَدْعُ مِنْ دُوْنِ اللهِ مَا لَا يَنْفَعُكَ وَلَا يَضُرُّكَ فَإِنْ فَعَلْتَ فَإِنَّكَ إِذًا مِّنَ الظّٰـلِمِيْنَ . (سورة یونس)

اور اللہ کو چھوڑ کر کسی ایسی ہستی کو نہ پکار جو تجھے نہ فائدہ پہونچا سکتی ہے نہ نقصان اگر تو ایسے کرے گا تو ظالموں میں سے ہوگا۔

فرمان الٰہی:- لَئِنْ أَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَ لَتَكُونَنَّ مِنَ الخَاسِرِيْنَ .

اگر تم نے شرک کیا تو تمہارا عمل ضائع ہو جائے گا، اور تم خسارے میں رہو گے۔ (سورة زمر: ۶۵)

س۲:- نیت کسے کہتے ہیں؟

ج۲:- نیت نام ہے قصد کا، اس کا محل وقوع دل ہے، زبان سے اس کی ادائیگی جائز نہیں، اس لیے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام نے ایسا نہیں کیا۔

فرمان الٰہی:- وَاَسِرُّوْا قَوْلَكُمْ أَوِاجْهَرُوْا بِهٖ اِنَّهٗ عَلِيْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ .

تم خواہ چپکے بات کرو یا اونچی آواز سے (اللہ کے لیے یکساں ہے) وہ تو دلوں کا حال تک جانتا ہے۔ (سورہ ملک: ۱۳)

حدیث نبوی:- انّما الأعمال بالنیات و انما لکل امرئ ما نویٰ . (بخاری و مسلم)

اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے، ہر شخص کا اجر حسب نیت ہوگا۔(یعنی اعمال کی صحت، قبولیت اور مکمل ادائیگی نیتوں پر موقوف ہے)

س۳:- لوگوں کا یہ کہنا کہ ''دین کا تعلق دل سے ہے'' کیا معنی رکھتا ہے؟

ج۳:- اس کے قائل صرف تکالیف شرعیہ سے فرار چاہنے والے ہیں، حالانکہ دین عقائد، عبادات اور معاملات سب کو شامل ہے۔

۱۔ عقائد کا تعلق دل سے ہے، مثلاً درج ذیل حدیث نبوی میں بیان کردہ ایمان کے ارکان:

''الایمانُ أن تؤمنَ باللہ وملائکتہٖ و کتبہٖ ورسلہٖ والیوم الاٰخر وبالقدر خیرہ وشرہ''

ایمان یہ ہے کہ تو اللہ، اس کے فرشتوں، اس کی کتابوں، اس کے رسولوں اور قیامت کے دن پر ایمان رکھے، نیز بھلی بُری تقدیر پر بھی ایمان رکھے۔

۲۔ عبادتیں دِلی نیت کے ساتھ اعضاء وجوارح سے سرزد ہوئی ہیں، مثلاً درج ذیل حدیث نبوی میں بیان کردہ اسلام کے ارکان:

بنی الاسلام علی خمسٍ : علی أن یُعبَداللہ ویکفر بما دونہ ، واقام الصلاۃ وایتاء الزکوٰۃ وحج البیت وصیام رمضان . (مسلم)

اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر رکھی گئی ہے، غیراللہ کی تکذیب کرتے ہوئے صرف اللہ کی عبادت کی جائے، نماز قائم کی جائے، زکوٰۃ ادا کی جائے، حج کیا جائے، رمضان کے روزے رکھے جائیں۔ اوران ارکان کی ادائیگی کیلئے اعتقاد بالقلب اور عمل بالجوارح ضروری ہے

۔

۳۔ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ کسی مسلمان سے مثال کے طور پر نماز پڑھنے اور ڈاڑھی بڑھانے کے لیے کہو تو راہ فرار اختیار کرتے ہوئے کہتا ہے، دین کا تعلق دل سے ہے!!

دل کی بات تو صرف اللہ تعالیٰ جانتا ہے ہم تو کسی مسلمان پر اس کے ظاہری اعمال کے مطابق حکم لگانے کے مکلّف ہیں، اگر آدمی صالح دل ہو تو یقیناً نماز، زکوٰۃ اور دیگر فرائض ادا کرے گا، نیز داڑھی رکھے گا۔

حدیث نبوی:- ألا وانّ فی الجسد مُضغۃ اذا صلحت صلح الجسد کلہ واذا فسدت فسد الجسد کلہ ألا وھي القلب. (بخاری و مسلم)

اس بات سے آگاہ رہو کہ جسم میں ایک ایسا ٹکڑا ہے کہ جس کی درستگی سے پورا جسم درست رہتا ہے اور جس کی خرابی سے پورا جسم خراب ہوجاتا ہے، اور وہ دل ہے۔

حسن بصری رحمہ اللہ کا قول ہے'' لیس الاِیمان بالتّمنّی ، ولا بالتجلّی ولکن ھو ما وقر فی القلب وصدّقہ العمل

.

ایمان تمنا اور ظاہری آرائش کا نام نہیں، بلکہ وہ تو دل کی گہرائیوں میں پائی جانے والی چیز ہے، جس کی تصدیق عمل

کرے۔(بخاری)

امام شافعی رحمہ اللہ کا قول ہے،الایمان قول و عمل ویزید وینقص . ایمان قول وعمل کا نام ہے،جس میں زیادتی وکمی ہوتی رہتی ہے۔

سلف صالحین کا قول ہے، الایمان هو اعتقاد بالقلب ونطق باللسان ، وعمل بالأركان.

دل سے تصدیق،زبان سے اقرار کرنا،اعضاءوجوراح سے عمل کرنے کا نام ایمان ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے یہ باب باندھا ہے۔

''باب تفاضل أهل الايمان فی الأعمال '' اہل ایمان کا اعمال کے سلسلے میں ایک دوسرے سے بڑھ کر ہونا۔

عقیدہ مقدم ہے یا حاکمیت؟

عالم اسلام کے بہت بڑے مبلغ،شیخ محمد قطب نے دارالحدیث مکہ مکرمہ میں ہونے والی اپنی تقریر میں اس سوال کا جواب دیا ہے۔

سوال یہ ہے:

س۴: بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ اسلام کا بول بالا حاکمیت کے ذریعہ ہوسکتا ہے بعض دوسرے لوگوں کا کہنا ہے کہ اسلام کی سربلندی اجتماعی تربیت اورعقیدے کی تصحیح کے ذریعہ ہوسکتی ہے،ان دونوں میں کس کا پلہ بھاری ہے۔

ج۴:- اگر مبلغین عقیدے کی تصحیح نہ کریں،صحیح ایمان نہ رکھیں، دینی آزمائش پر صبر نہ کریں، فی سبیل اللہ جہاد نہ کریں،تو روئے زمین میں دین کی حاکمیت کہاں سے پائی جائے گی؟ یہ ایک واضح سی بات ہے،ہر چیز تو منجانب اللہ ہوتی ہے،مگر حاکمیت آسمان سے نہیں ٹپک پڑے گی، بلکہ انسان پر منجانب اللہ واجب کردہ کوشش ضروری ہے۔

فرمان الٰہی:- ذَٰلِكَ وَلَوْ يَشَآءُ اللّٰهُ لَانْتَصَرَ مِنْهُمْ وَلٰكِنْ لِّيَبْلُوَا بَعْضَكُم بِبَعْضٍ .

اللہ چاہتا تو خود ہی ان لوگوں سے نمٹ لیتا،مگر (یہ طریقہ اس نے اس لیے اختیار کیا ہے) تا کہ تم لوگوں کو ایک دوسرے سے آزمائے۔

ضروری ہے کہ ہم جدید نسل کو صحیح عقیدے کی تربیت دیں،تا کہ یہ نسل آزمائش کے وقت اسی طرح صبر کرے جیسا کہ پہلی نسل نے کیا ہے۔ (سورۃ محمد:۴)

اِسلام میں دوستی ودشمنی

س۵:- ولاءوبراء کسے کہتے ہیں؟

ج۵:- اللہ اوراس کے رسول،صحابہ کرام اور موحد مومنوں کی محبت ونصرت کو ولاء کہتے ہیں۔

کفار، مشرکین اور غیر اللہ سے شفاء، روزی اور ہدایت طلب کرنے والے بدعتیوں کے بغض کو براء کہتے ہیں۔

شرعی موجباتِ کفر کو ترک کرنے والے ہر موحد مومن کی محبت ونصرت اور دوستی واجب ہے، نیز اس کے برعکس لوگوں کی دشمنی اور زبان ودل سے لڑائی کر کے اللہ کا قرب حاصل کرنا ضروری ہے۔

۱۔ فرمان الٰہی:- وَالْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ .

مؤمن مرد اور مؤمن عورتیں ایک دوسرے کے رفیق ہیں۔ (التوبۃ:۷)

۲۔ حدیث نبوی:- أوثق عرى الاسلام الحبّ فى الله و البغض فى الله . (حسنه الالبانى)

اسلام کا سب سے مضبوط ربط رضائے الٰہی کے لیے محبت کرنا اور دشمنی کرنا ہے۔

۳۔ حدیث نبوی:- من أحب لله و أبغض لِلّه وأعطى لله ومنع لله فقد استكمل الايمان. (صحيح ابوداؤد وغيره)

جس نے رضائے الٰہی کے لیے، محبت کی، دشمنی کی، دیا، دینے سے انکار کیا اس نے ایمان کی تکمیل کر لی۔

۴۔ حدیث نبوی:- اِن عبادالله لأناسًا ماهم بأنبياء ولا شهداء يغبطهم الأنبياء و الشهداء يوم القيامة بمكانتهم من الله تعالىٰ قالوا : يا رسول الله تُخبرنا من هم ؟ قال : "هم قوم تحابوا بروح الله على غير أرحام بينهم ، ولا أموال يتعاطونها ، فوالله اِن وجوههم لَنور واِنهم لعلى نور ، لايخافون اِذا خاف الناس ولا يحزنون اِذا حزن الناس وقرأ هذه الآية (ألا اِن أولياء الله لا خوف عليهم ولا هم يحزنون). (ابوداؤد و حسن عند صاحب جامع الأصول)

اللہ کے کچھ ایسے بندے ہیں جو نہ نبی ہیں نہ شہید، لیکن قیامت کے دن انبیاء وشہداء اللہ کے نزدیک اُن کے مقام ومرتبے پر رشک کریں گے، لوگوں نے کہا، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم وہ کون لوگ ہوں گے، آپ نے فرمایا وہ ایسے لوگ ہیں جو بغیر مادی لالچ ورشتہ داری کے الٰہی روح یعنی قرآنی تعلیم کے مطابق باہمی محبت کرتے ہیں واللہ ان کے چہرے منور ہوں گے، وہ خود روشنی میں ہوں گے، جب لوگ غمگین وہراساں ہوں گے انہیں کوئی خوف وغم نہ ہوگا، اور آپ نے اس آیت کریمہ کی تلاوت کی "ألا اِن أولياء الله لا خوف عليهم ولا هم يحزنون" سنو جو اللہ کے دوست ہیں ان کے لیے کسی خوف ورنج کا موقع نہیں ہے۔

۵۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا، رضائے الٰہی کے لیے محبت وبغض دوستی ودشمنی کے ذریعہ اللہ کی دوستی مل سکتی ہے، بغیر اس کے کوئی بندہ لذّت ایمان سے آشنا نہیں ہوسکتا، چاہے وہ کتنا ہی غازی وروزہ دار ہو، لوگوں کی عام بھائی چارگی دنیوی مقصد کے لیے ہوتی ہے، جبکہ انہیں اس سے کوئی فائدہ نہیں پہنچ سکتا۔

۶۔ اللہ سے مدد طلب کرنے والے موحد مومنوں کو اگرچہ لوگ بُرے القاب سے پکاریں، ان سے محبت کرتے رہو، جو شخص غیر اللہ کو پکارے، اللہ کے عرش پر ہونے کا انکار کرے، ایسے بدعتی سے دور رہا کرو۔

اللہ کے دوست، شیطان کے دوست

س ۱:- اللہ کے دوست کون ہیں؟

ج ۱:- اللہ کے دوست کتاب وسنت پر عمل کرنے والے پرہیز گار مومن ہیں۔

فرمان الٰہی:- أَلَآ إِنَّ أَوْلِيَآءَ اللهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ، الَّذِيْنَ ءَامَنُوْا وَكَانُوا يَتَّقُونَ .

سنو جو لوگ اللہ کے دوست ہیں، جو ایمان لائے اور جنھوں نے تقویٰ کا رویہ اختیار کیا ان کے لیے کسی خوف اور رنج کا موقع نہیں ہے۔ (سورۃ یونس:۶۲)

حدیث نبوی:- اِنما وَلِيِّيَ الله وصالح المؤمنين . (بخاری ومسلم)

اللہ تعالیٰ اور نیک مومنین میرے دوست ہیں۔

س ۲:- شیطان کے دوست کون ہیں؟

ج ۲:- جو اللہ تعالیٰ کی مخالفت کرتے ہیں، کتاب وسنت کو نہیں مانتے، بدعات وخواہشات کے پجاری ہیں، غیر اللہ کو پکارتے اور اللہ کے عرش پر ہونے کا انکار کرتے ہیں، لوہے کی چیزوں سے اپنے آپ کو مارتے ہیں، آگ کھا جاتے ہیں، نیز مجوسی وشیطانی اعمال کے مرتکب ہوتے ہیں

فرمان الٰہی:- وَمَن يَعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَيِّضْ لَهُ شَيْطٰنًا فَهُوَ لَهُ قَرِيْنٌ ، وَاِنَّهُمْ لَيَصُدُّونَهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ وَيَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ مُهْتَدُونَ .

جو شخص رحمان کے ذکر سے تغافل برتتا ہے، ہم اس پر ایک شیطان مسلط کر دیتے ہیں اور وہ اس کا رفیق بن جاتا ہے، یہ شیاطین ایسے لوگوں کو راہ راست پر آنے سے روکتے ہیں، اور وہ اپنی جگہ یہ سمجھتے ہیں کہ ہم ٹھیک جا رہے ہیں۔

س ۳:- کیا حق وباطل کے مابین کوئی راستہ ہے جس کے لوگ طالب ہیں؟

ج ۳:- حق وباطل کے مابین کوئی راستہ نہیں جسے لوگ اختیار کریں، اللہ تعالیٰ نے حق کے علاوہ چیزوں کو باطل وگمراہی قرار دیا ہے، اس لیے حق کے علاوہ کوئی نیک راہ نہیں۔

فرمان الٰہی:- فَمَا ذَا بَعْدَ الْحَقِّ اِلَّا الضَّلٰلُ .

پھر حق کے بعد گمراہی کے سوا اور کیا باقی رہ گیا؟ (سورۃ یونس:۳۲)

شرکِ اکبر اور اس کی قسمیں

س ۱:- شرک اکبر کسے کہتے ہیں؟

ج۱:- غیر اللہ کے لیے کسی طرح کی عبادت کرنا شرک اکبر کہلاتا ہے جیسے پکار، ذبیحہ وغیرہ۔

فرمان الٰہی:- وَلَا تَدْعُ مِنْ دُونِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُكَ وَلَا يَضُرُّكَ فَإِن فَعَلْتَ فَإِنَّكَ إِذًا مِنَ الظَّالِمِيْنَ .

اور اللہ کو چھوڑ کر کسی ایسی ہستی کو نہ پکار جو تجھے نہ فائدہ پہونچا سکتی ہے نہ نقصان، اگر تو ایسا کرے گا تو ظالموں میں سے ہوگا (یعنی مشرکین میں سے ہوگا) جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال ہوا کہ سب سے بڑا گناہ کیا ہے آپ نے فرمایا ''أن تدعو لِلّٰهِ نِدًّا وهو خلقك'' کہ تم اللہ کے ساتھ شریک ٹھہراؤ جبکہ اس نے تمہیں پیدا کیا ہے۔

س۲:- اللہ کے نزدیک سب سے بڑا گناہ کیا ہے؟

ج۲:- اللہ کے نزدیک سب سے بڑا گناہ شرک اکبر ہے دلیل........

فرمان الٰہی:- يَا بُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْم .

بیٹا، اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا، حق یہ ہے کہ شرک بہت بڑا ظلم ہے۔

حدیث نبوی:- أكبر الكبائر : الاِشراك بالله وعقوق الوالدين وشهادة الزور . (بخاری)

اللہ کے ساتھ شرک، والدین کی نافرمانی، جھوٹی گواہی سب سے بڑے گناہ ہیں۔

س۳:- کیا اس امت میں شرک موجود ہے؟

ج۳:- ہاں موجود ہے:

فرمان الٰہی:- وَمَا يُؤْمِنُ أَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ إِلَّا وَهُمْ مُشْرِكُوْنَ .

ان میں سے اکثر اللہ کو مانتے ہیں مگر اس طرح کہ اس کے ساتھ دوسروں کو شریک ٹھہراتے ہیں۔ (یوسف:۱۰۶)

حدیث نبوی:- لا تقوم الساعة حتى تلحق قبائل من أمتي بالمشركين و حتىٰ تعبد الأصنام . (صحیح ترمذی)

جب تک میری امت کے بعض گروہ مشرکین کے ساتھ نہیں ہو جائینگے بتوں کی پوجا نہیں ہوگی، قیامت نہیں آئے گی۔

س۴:- مردہ یا زندہ غیر موجود کو پکارنے کی کیا حقیقت ہے؟

ج۴:- انہیں پکارنا شرک اکبر ہے۔

فرمان الٰہی:- وَلَا تَدْعُ مِنْ دُونِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُكَ وَلَا يَضُرُّكَ فَإِنْ فَعَلْتَ فَإِنَّكَ إِذًا مِنَ الظَّالِمِيْنَ .

اور اللہ کو چھوڑ کر کسی ایسی ہستی کو نہ پکارو جو تجھے نہ فائدہ پہونچا سکتی ہے نہ نقصان، اگر تو ایسا کرے گا تو ظالموں میں سے ہوگا۔ (یعنی مشرکین میں سے ہوگا) (سورۃ یونس:۱۰۶)

فرمان نبوی:- من مات وهو يدعو من دون الله نداً دخل النار . (بخاری)

جسے غیر اللہ کو پکارتے ہوئے موت آئی وہ جہنمی ہوگا۔

س۵:- کیا پکار عبادت ہے؟

ج۵:- ہاں پکار عبادت ہے۔

فرمان الٰہی:- وَقَالَ رَبُّكُمُ ادعُونِی اسْتَجِبْ لَكُمْ اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِی سَيَدْخُلُونَ جَهَنَّمَ دَاخِرِيْنَ .

تمہارا رب کہتا ہے مجھے پکارو، میں تمہاری دعائیں قبول کروں گا جو گھمنڈ میں آ کر میری عبادت سے منہ موڑتے ہیں ضرور وہ ذلیل وخوار ہوکر جہنم میں داخل ہوں گے،(عبادت سے مراد پکار ہے)

حدیث نبوی:- الدَّعَاءُ هُوَالعِبَادَة . (ترمذی نے اسے حسن صحیح کہا)

پکار عبادت ہے۔

س۶:- کیا مردے پکار کو سنتے ہیں؟

ج۶:- نہیں سنتے۔

ا۔فرمان الٰہی: وَمَا أَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَنْ فِي الْقُبُور .

(اے نبی) تم ان لوگوں کونہیں سنا سکتے جو قبروں میں مدفون ہیں۔ (سورۃ فاطر:۲۲)

۲۔فرمان الٰہی:اِنَّمَا يَسْتَجِيبُ الَّذِيْنَ يَسْمَعُونَ وَالْمَوْتَىٰ يَبْعَثُهُمُ اللهُ ثُمَّ اِلَيْهِ يُرْجَعُونَ .

دعوت حق پر لبیک وہی لوگ کہتے ہیں جو سننے والے ہیں، رہے مردے تو انہیں تو اللہ بس قبروں ہی سے اٹھائے گا۔اور پھر وہ اس کی عدالت میں پیش ہونے کے لیے واپس لائے جائیں گے۔(مردوں سے مراد کفار ہیں۔وہ مردہ دل،اس لیے انہیں مُردوں سے تشبیہ دی گئی ہے)۔

۳۔حدیث نبوی:اِن الله ملائكةً سيّاحين فی الأرض يبلّغونی عن اُمتی السلام .

اللہ کے روئے زمین میں گھومنے پھرنے والے فرشتے مجھے میری امت کا سلام پہونچا دیتے ہیں۔جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا سلام نہیں سن سکتے اِلاّ یہ کہ فرشتے پہونچائیں تو دوسرے بدرجہ اولیٰ نہیں سکتے۔(حاکم نے اسے صحیح کہا اور ذہبی نے موافقت کی ہے)

۴۔حدیث نبوی:وعن ابن عمر رضی الله عنهما قال : وقف النبی ﷺ علی قليب بدر (مكان قتلی المشركين)فقال : هل وجدتم ما وعد ربكم حقا ؟ ثم قال اِنهم الآن يسمعون ما أقول ، فذكر لعائشة فقالت : اِنما قال النبی ﷺ : اِنهم الاٰن ليعلمون أن ما كنت أقول لهم هو الحق ، ثم قرأت (انک لا تسمع الموتیٰ).

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قلیب بدر (مقتول مشرکین کی جگہ) کے پاس کھڑے ہوکر فرمایا"کیا تم اپنے رب کا وعدہ سچا پائے"؟ پھر فرمایا"یہ اس وقت میری باتیں سن رہے ہیں،حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس کا تذکرہ ہوا تو انہوں نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح فرمایا ہے۔وہ اس وقت جانتے ہیں کہ میری باتیں ہی سچی تھیں، پھر اس آیت کو پڑھا انک لا تسمع الموتی. آپ مُردوں کا نہیں سنا سکتے (سورۃ نحل:۸۰)۔

اس کے ہم معنیٰ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کے راوی قتادہ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے زندہ کر کے انہیں ازراہ توبیخ وتحقیر

،انتقام وحسرت اور ندامت آپ کی بات سنا دی۔

حدیث سے مستنبط مسائل

۱۔ مقتول مشرکین کی سماعت وقتی تھی، دلیل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول ''انھم الاٰن یسمعون'' کہ وہ اس وقت سن رہے ہیں اس کا مطلب یہ کہ اس کے بعد نہیں سنیں گے۔ جیسا کہ راوی حدیث قتادہ کا قول ہے ''أحیاھم اللہ حتی أسمعھم قولہ توبیخا وتصغیراً ونقمةً وحسرة وندامة '' اللہ تعالیٰ نے انہیں زندہ کر کے ازراہ توبیخ وتحقیر، انتقام وحسرت اور ندامت آپ کی بات سنا دی۔

۲۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا ابن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت کا آیت ''انک لا تسمع الموتی '' سے استدلال کر کے انکار کرنا کہ آپ نے ''یَسْمَعُونَ'' کے بجائے ''اِنھم الاٰن لیعلمون'' کہا ہے۔

۳۔ حضرت عائشہ اور ابن عمر رضی اللہ عنہم کی روایتوں کے مابین اس طرح تطبیق دی جا سکتی ہے کہ مردوں کا نہ سننا اصل ہے جیسا کہ قرآن نے اس کی صراحت کی ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک معجزے کے طور پر مقتول مشرکین کو زندہ کر دیا اور وہ سن لیے، جیسا کہ راوی حدیث قتادہ نے خود اس کی تصریح کر دی ہے واللہ اعلم۔

شرک اکبر کی قسمیں

س ۱:- کیا ہم مردہ یا زندہ غیر موجود سے فریاد کر سکتے ہیں؟

ج ۱:- نہیں، بلکہ ہم فریاد تو اللہ ہی کر سکتے ہیں۔

فرمان الٰہی:- وَالَّذِيْنَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللهِ لَا يَخْلُقُونَ شَيْئًا وَهُمْ يُخْلَقُونَ أَمْوَاتٌ غَيْرُ أَحْيَاءٍ وَمَا يَشْعُرُوْنَ أَيَّانَ يُبْعَثُونَ.

اور دوسری ہستیاں جنہیں اللہ کو چھوڑ کر لوگ پکارتے ہیں وہ کسی چیز کی بھی خالق نہیں ہیں، بلکہ خود مخلوق ہیں، مردہ ہیں نہ کہ زندہ، اور انہیں کچھ معلوم نہیں کہ انہیں کب اٹھایا جائے گا۔ (نحل:۲۰)

۲۔فرمان الٰہی:- اِذْ تَسْتَغِيْثُونَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ .

جب کہ تم اپنے رب سے فریاد کر رہے تھے تو اس نے تمہاری فریاد کو قبول فرمایا۔

۳۔حدیث نبوی:- یا حي یا قیوم برحمتک أستغیث . (ترمذی حسن)

اے زندہ وجاوید اور کائنات کو سنبھالنے والے میں تیری رحمت کی فریاد کرتا ہوں۔

س ۲:- کیا ہم زندوں سے فریاد کر سکتے ہیں؟

ج۲:- ہاں،ان کے حسب استطاعت تعاون طلب کر سکتے ہیں،موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں:

فرمان الٰہی:- فَاسْتَغٰثَهُ الَّذِی مِنْ شِيعَتِهِ عَلَى الَّذِی مِنْ عَدُوِّهِ فَوَكَزَهُ مُوسٰى فَقَضٰى عَلَيهِ .

اس کی قوم کے آدمی نے دشمن قوم والے کے خلاف اسے مدد کے لیے پکارا موسیٰ علیہ السلام نے اس کو ایک گھونسا مارا،اور اس کا کام تمام کر دیا۔ (سورۃ القصص:۱۵)

س۳:- کیا غیر اللہ سے مدد طلب کر سکتے ہیں؟

ج۳:- جن کاموں پر صرف اللہ تعالیٰ قادر ہو ان میں غیر اللہ سے مدد طلب کرنا جائز نہیں۔

فرمان الٰہی:- اِيَّاکَ نَعْبُدُ وَاِيَّاکَ نَسْتَعِينُ .

ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے مدد مانگتے ہیں۔ (سورۃ فاتحہ:۴)

حدیث نبوی:- اذا سألت فاسأل الله و اذا استعنت فاستعن بالله حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کو آپ نے فرمایا تھا۔جب سوال کرنا ہو تو اللہ سے کرو اور مدد مانگنا ہو تو اللہ سے مانگو۔(ترمذی حسن صحیح)

س۴:- کیا ہم زندوں سے مدد مانگ سکتے ہیں؟

ج۴:- ہاں،ان کی حسب استطاعت قرض یا مدد مانگ سکتے ہیں۔

فرمان الٰہی:- وتعاونوا علی البر و التقویٰ .

اور جو کام نیکی اور اللہ سے ڈرنے کے ہیں ان میں سب سے تعاون کرو۔ (سورۃ مائدہ:۳)

حدیث نبوی:- والله في عون العبد ما كان العبد في عون أخيه.

جب تک بندہ اپنے بھائی کی مدد کرتا رہتا ہے،اللہ تعالیٰ اس کی مدد کرتا ہے لیکن شفاء،روزی اور ہدایت وغیرہ جیسی چیزیں صرف اللہ سے مانگی جاسکتی ہیں،اس لیے کہ مُردوں کو کون کہے،زندے بھی اس سے عاجز ہیں، (مسلم)

فرمان الٰہی:- اَلَّذِی خَلَقَنِی فَهُوَ يَهْدِينِ ، وَالَّذِی هُوَ يُطْعِمُنِی وَيَسْقِينِ ، وَاِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِينِ . (الشعراء)

جس نے مجھے پیدا کیا وہی میری رہنمائی فرماتا ہے،جو مجھے کھلاتا اور پلاتا ہے اور جب بیمار ہو جاتا ہوں تو وہی مجھے شفا دیتا ہے۔

س۵:- کیا غیر اللہ کیلئے نذر ماننا درست ہے؟

ج:- نذر صرف اللہ کے لیے مانی جاسکتی ہے،جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے عمران کی بیوی کے قول کو نقل کیا ہے:

رَبِّ اِنِّی نَذَرْتُ لَکَ مَا فِی بَطْنِی مُحَرَّرًا .

میرے پروردگار میں اس بچے کو جو میرے پیٹ میں ہے تیری نذر کرتی ہوں۔ (آل عمران:۳۵)

حدیث نبوی:- من نذر أن يطيع الله فليطعه ومن نذر أن يعصيه فلا يعصه . (بخاری)

جس نے اللہ کا کہا ماننے کی نذر مانی اسے چاہئے کہ پورا کرے اور جس نے اللہ کی نافرمانی کی نذر مانی تو اس کی نافرمانی نہ کرے۔

س ۶:- کیا غیر اللہ کے لیے ذبیحہ درست ہے؟

ج:- ہرگز نہیں، دلیل............

فرمان الٰہی:- فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَانْحَرْ . (سورۃ کوثر:۲)

پس اپنے رب ہی کے لیے نماز پڑھو اور قربانی کرو۔

حدیث نبوی:- لعن اللہ من ذبح لغیر اللہ . (مسلم)

جس نے غیر اللہ کے لیے ذبح کیا اس پر اللہ کی لعنت ہو۔ نیز قبروں اور مزاروں کے پاس بھی ذبیحہ درست نہیں اگر چہ اللہ کے نام پر ہو، اس لیے یہ مشرکین کا عمل ہے۔

حدیث نبوی:- من تشبہ بقوم فھو منھم . (صحیح ابو داؤد)

جس شخص نے (دینی امور میں) کسی قوم کی مشابہت اختیار کی وہ اسی میں سے ہے۔

س ۷:- کیا تقرب کے حصول کے لیے قبروں کا طواف کرنا درست ہے؟

ج ۷:- ہرگز نہیں، طواف تو صرف بیت اللہ کا کرنا چاہئے۔

فرمان الٰہی:- وَلْيَطَّوَّفُوا بِالْبَيْتِ الْعَتِيْقِ .

اور چاہیے کہ اس قدیم گھر کا طواف کریں۔ (سورۃ الحج:۲۹)

حدیث نبوی:- من طاف بالبیت سبعًا و صلّی رکعتین کان کعتق رقبۃ ۔

بیت اللہ کے سات چکر اور دو رکعت پڑھنے کا اتنا ثواب ہے گویا گردن کو آزاد کر دیا ہو۔ (صحیح ابن ماجہ)

س ۸:- جادو کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

ج ۸:- جادو گناہ کبیرہ ہے، بسا اوقات کفر بھی۔

فرمان الٰہی:- وَلٰكِنَّ الشَّيَاطِيْنَ كَفَرُوا يُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَ .

اور لیکن کفر کے مرتکب تو وہ شیاطین تھے جو لوگوں کو جادوگری کی تعلیم دیتے تھے۔ (سورۃ بقرۃ:۱۰۲)

حدیث نبوی:- اجتنبوا السبع الموبقات ، الشرک باللہ والسحر . (مسلم)

سات ہلاکت آفریں چیزوں سے بچو، اللہ کے ساتھ شرک کرنا، جادو کرنا بسا اوقات جادوگر مشرک یا کافر یا فسادی ہوتا ہے، اور اچانک قتل نظر بندی، دین میں فتنہ انگیزی، فسادی کی مدد، جرائم کی ستر پوشی شوہر و بیوی میں جدائی، زندگی اور عقل کو ختم کر دینے والے اعمال ایسے جرائم کے مرتکب ہونے کے باعث جرم کے مطابق قصاصًا قتل یا مقررہ حد یا سزا کا مستحق ہوگا۔

س ۹:- علم غیب سے متعلق دست شناس اور کاہن کی بات مانی جاسکتی ہے یا نہیں؟

ج ۹:- ہمیں اس کی باتوں پر یقین نہیں کرنا چاہیے۔

فرمانِ الٰہی:- قُلْ لَا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ الْغَيْبَ إِلَّا اللّٰهُ .

کہہ دیجئے: اللہ کے سوا آسمانوں اور زمینوں میں کوئی غیب کا علم نہیں رکھتا۔ (نمل:٦٥)

حدیث نبوی:- من أتىٰ عرّافا أو كاهناً فصدَّقه بما يقولُ فقد كفر بما أُنزِلَ علىٰ محمد .(مسند امام احمد صحيح)

جو دست شناس یا کاہن کے پاس آیا اور ان کی باتوں پر یقین کیا، اس نے گویا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل شدہ شریعت کا انکار کیا۔

س١٠:- کیا کوئی غیب کی باتیں جانتا ہے؟

ج١٠:- اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو بھی علم غیب حاصل نہیں۔

فرمانِ الٰہی:- وَعِنْدَهُ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَا إِلَّا هُوَ .

اسی کے پاس غیب کی کنجیاں ہیں، جنہیں اس کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ (انعام:٥٩)

حدیث نبوی:- لا يعلم الغيب الا الله . (طبرانی)

اللہ کے سوا کسی کو بھی علم غیب نہیں۔

س١١:- اسلام مخالف قوانین پر عمل کرنا کیسا ہے؟

ج١١:- اسلام کے مخالف قوانین پر، انہیں جائز سمجھتے ہوئے، یا اسلام کی عدم صلاحیت اور ان کی صلاحیت کا اعتقاد رکھتے ہوئے عمل کرنا کفر ہے

فرمانِ الٰہی:- وَمَنْ لَمْ يَحْكُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللّٰهُ فَأُولٰئِكَ هُمُ الْكَافِرُوْنَ .

جو لوگ اللہ کے کردہ قانون کے مطابق فیصلہ نہ کریں وہی کافر ہیں۔ (سورۃ مائدہ:٤٤)

حدیث نبوی:- وما لم تحكم أئمتهم بكتاب الله ويتخيّروا مما انزل الله الا جعل الله بأسهم بينهم . (ابن ماجه وغيره)

جب تک فرمانروائے وقت قرآن کی روشنی میں فیصلہ نہیں کریں گے اللہ کی نازل کردہ شریعت کو نہیں اپنائیں گے، منجانب اللہ آپس میں لڑتے رہیں گے۔ (صحیح ابن ماجہ)

س١٢:- الحاد کسے کہتے ہیں اور ملحد کا کیا حکم ہے؟

ج١٢:- مختلف اعتقادات وتاویلات کے ذریعہ راہ حق سے انحراف کرنا الحاد کہلاتا ہے، باطل تاویل اور شکوک کا اظہار کرتے ہوئے اللہ کے سیدھے راستے سے انحراف اور اس کے حکم کی مخالفت کرنیوالا ملحد کہلاتا ہے۔ ہر وہ شخص ملحد ہوگا جو رب کا انکار کرے یا دوسرے کو اس کے برابر سمجھ کر معبود بنائے، اس کی عبادت کرے، اسے پکارے، اس سے محبت اور اس کی تعظیم کرے، شریعت الٰہیہ کے مخالف اس کے قوانین اور

اصول ومبادی کو قبول کرے، جو آیات واحادیث کی من مانی اور اپنی عقل کے مطابق تاویل کرے تو وہ اسماء وصفات، آیات واحادیث میں الحاد کا مرتکب ہوا۔

فرمان الٰہی:- **وَلِلّٰهِ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوهُ بِهَا ، وَذَرُوا الَّذِيْنَ يُلْحِدُونَ فِي أَسْمَائِهِ ، سَيُجْزَوْنَ مَا كَانُوا يَعْمَلُوْنَ.**

اللہ تعالیٰ اچھے ناموں کا مستحق ہے، اس کو اچھے ہی ناموں سے پکارو اور ان لوگوں کو چھوڑ دو جو اس کے نام رکھنے میں راستی سے منحرف ہو جاتے ہیں۔ جو کچھ وہ کرتے ہیں اس کا بدلہ پا کر رہیں گے۔

قتادہ کا قول ہے: **يلحدون يشر كون في اسمائه** . یعنی اسماء سے متعلق شرک کا ارتکاب کرتے ہیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ کے نزدیک الحاد کا معنی جھٹلانا ہے۔

فرمان الٰہی:- **اِنَّ الَّذِيْنَ يُلْحِدُوْنَ فِي اٰيَاتِنَا لَا يَخْفَوْنَ عَلَيْنَا .**

جو لوگ ہماری آیات کو الٹے معنی پہناتے ہیں وہ ہم سے کچھ چھپے ہوئے نہیں ہیں۔ (فصلت:۴۰)

ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول ہے: **وضع الكلام على غيره موضعهٖ** ، یعنی بات کو الٹ دینا الحاد ہے۔

قتادہ وغیر کا قول ہے: **هو الكفر والعناد** ، یعنی الحاد کفر اور دشمنی کو کہتے ہیں۔ (تفسیر ابن کثیر:۴/۱۰۲)

اسی طرح جس کا عقیدہ یہ رہا کہ شریعت اسلامیہ ایسے قطعی العمل یقین کا فائدہ نہیں دیتی جو عقل سے میل کھائے وہ بھی ملحد ہوگا، اس لیے کہ وہ اپنی فاسد عقل کو دین اسلامی کا ہمسر ٹھہراتا ہے، ملحد کا حکم الحاد کے مطابق بدلتا رہتا ہے۔

۱۔ وہ ملحد کافر ہوگا، جو رب کے وجود یا اس کے ثابت شدہ کسی اسم وصفت کا انکار کرتا ہو۔

۲۔ وہ ملحد اعمال کو تباہ کرنے والے شرک کا مرتکب ہوگا، جو غیر اللہ کو پکارتا ہو اور مُردوں سے مدد طلب کرتا ہو۔

۳۔ وہ ملحد سراسر گمراہ ہوگا، جو کتاب وسنت صحیحہ میں ثابت شدہ اسماء وصفات کی تاویل کرتا ہو۔

اللهم نعوذبك من الالحاد بجميع أنواعهٖ یعنی اے اللہ ہم الحاد کی تمام قسموں سے تیری پناہ چاہتے ہیں۔ (دوسری کی کتاب ''الاجوبۃ المفیدۃ'' سے بتصرف منقول)

س۱۳:- اللہ کو کس نے پیدا کیا؟

ج۱۳:- جب شیطان کسی کے دل میں اس سوال کا وسوسہ پیدا کرے تو اسے اللہ کی پناہ مانگنی چاہیے۔

فرمان الٰہی:- **وَاِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللهِ اِنَّهُ هُوَالسَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ .**

اگر تم شیطان کی طرف سے کوئی اکساہٹ محسوس کرو تو اللہ کی پناہ مانگ لو وہ سب کچھ سنتا اور جانتا ہے۔ (سورۃ فصلت:۳۶)

حدیث نبوی:- **وعلمنا الرسول صلى الله عليه وسلم أن نرد كيد الشيطان ونقل اٰمنت بالله ورسله الله احد ، الله الصمد ،لم يلد ولم يولد ولم يكن له كفواً احد ، ثم ليتفل عن يساره ثلاثا وليستعذ من الشيطان ولينته فِان ذٰلك**

يذهب عنه. (هٰذه خلاصة الأحاديث الواردةن في البخاري ومسلم وأحمد وأبي داؤد)

میں اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لایا، اللہ ایک ہے، اللہ بے نیاز ہے، نہ اس کی کوئی اولاد ہے، اور نہ وہ کسی کی اولاد، اور اس کا کوئی ہمسر نہیں، پھر وہ اپنے بائیں طرف تین بار تھوکے، اور شیطان سے پناہ طلب کر کے رُک جائے تو شیطان کی چال ناکام ہو جائے گی۔

(یہ صحیح بخاری و مسلم، مسند احمد، سنن ابی داؤد میں وارد صحیح حدیثوں کا خلاصہ ہے)

یہ کہنا کہ اللہ خالق ہے مخلوق نہیں، واجب و ضروری ہے، بآسانی سمجھنے کے لیے مثال کے طور پر ہم کہیں گے،

یہ عدد دو ہے، اس سے پہلے ایک ہے، ایک سے پہلے کچھ نہیں، اس طرح اللہ ایک ہے اس سے پہلے کچھ نہیں۔

حدیث نبوی:- اللهم أنت الاول فلا شئي قبلك. (مسلم)

اے اللہ تو ہی اول ہے تجھ سے پہلے کچھ نہیں۔

س۱۴:- ماقبل اسلام مشرکین کے کیا عقائد تھے؟

ج۱۴:- اولیاء کو تقرب اور طلب شفاعت کے لیے پکارتے تھے۔

فرمان الٰہی:- وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوا مِنْ دُوْنِهٖ أَوْلِيَاءَ مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَا اِلَى اللهِ زُلْفٰى .

یہ لوگ جنھوں نے اس کے سوا دوسرے سرپرست بنا رکھے ہیں (اور اپنے اس فعل کی توجیہ یہ کرتے ہیں کہ) ہم تو اُن کی عبادت صرف اسی لیے کرتے ہیں کہ وہ اللہ تک ہماری رسائی کرا دیں۔

فرمان الٰہی:- وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللهِ مَا لَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ وَيَقُوْلُوْنَ هٰؤُلَاءِ شُفَعٰؤُنَا عِنْدَ اللهِ .

یہ لوگ اللہ کے سوا ان کی پرستش کر رہے ہیں جو ان کو نہ نقصان پہونچا سکتے ہیں نہ نفع، اور کہتے ہیں کہ یہ اللہ کے یہاں ہمارے سفارشی ہیں مشرکین کی طرح بعض مسلمان بھی ایسا کرتے ہیں۔

س۱۵:- خوف کسے کہتے ہیں، اس کے اقسام کیا ہیں؟

ج۱۵:- بزدلی کا نام خوف ہے، اس کی دو قسمیں ہیں۔

پہلی اعتقادی ، دوسری فطری

ا۔ اعتقادی خوف: مُردوں سے ڈرنا ہے۔ جو شرک اکبر اور شیطان کا کام ہے۔

فرمان الٰہی:- اِنَّمَا ذٰلِكُمُ الشَّيْطٰنُ يُخَوِّفُ أَوْلِيَآءَهٗ ، فَلَا تَخَافُوْهُمْ وَخَافُوْنِ اِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِيْنَ .

اب تمہیں معلوم ہو گیا کہ وہ دراصل شیطان تھا جو اپنے دوستوں سے خوامخواہ ڈرا رہا تھا، لہٰذا آئندہ تم انسانوں سے نہ ڈرنا، مجھ سے ڈرنا، (یعنی تم کو اپنے دوستوں سے ڈراتا اور تمہارے اندر یہ وہم پیدا کرتا ہے کہ وہ طاقت و قوت والے ہیں، جب وہ بات بنائے اور تمہیں وہم میں ڈالے تو مجھ پر بھروسہ کر کے میری طرف رجوع کرو، میں ان کے برخلاف تمہارا مددگار رہوں گا) مردوں سے خوف، مشرکین کا عمل اور عقیدہ ہے:

فرمان الٰہی:- أَلَيْسَ اللهُ بِكَافٍ عَبْدَهُ وَيُخَوِّفُونَكَ بِالَّذِيْنَ مِنْ دُونِهِ .

(اے نبی) کیا اللہ اپنے بندے کے لیے کافی نہیں ہے یہ لوگ اس کے سوا دوسروں سے تم کو ڈراتے ہیں۔ (سورۃ زمر:۳۶)

(یعنی مشرکین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے بتوں اور (مردوں) معبودوں سے دھمکاتے اور ڈراتے تھے، یہ ان کی سراسر جہالت اور گمراہی تھی)۔ (ابن کثیر)۔جس طرح قوم ہود نے حضرت ہود علیہ السلام سے کہا تھا۔

فرمان الٰہی:- اِن نَّقُولُ اِلَّا اعْتَرَكَ بَعْضُ ءَ الِهَتِنَا بِسُوٓءٍ . (ہود:۵۴)

ہم تو یہ سمجھتے ہیں کہ تیرے اوپر ہمارے معبودوں میں سے کسی کی مار پڑ گئی ہے۔(یعنی ہم یہ سمجھتے ہیں کہ ہمارے بعض معبودوں نے تمہیں صرف اس وجہ سے مجنون اور پاگل بنا دیا ہے کہ تم ان کی برائی بیان کرتے اور ان کی عبادت سے روکتے ہو تو ہود علیہ السلام نے انہیں جواب دیا۔

فرمان الٰہی:- قَالَ اِنِّي أُشْهِدُ اللهَ وَاشْهَدُوا أَنِّي بَرِيْءٌ مِمَّا تُشْرِكُونَ مِنْ دُونِهِ فَكِيْدُونِي جَمِيْعًا ثُمَّ لَا تُنْظِرُوْنَ . (ہود)

ہود نے کہا: ''میں اللہ کی شہادت پیش کرتا ہوں، اور تم لوگ گواہ رہو کہ یہ جو اللہ کے سوا دوسروں کو تم نے اللہ کا شریک ٹھہرا رکھا ہے اس سے بیزار ہوں تم سب کے سب مل کر میرے خلاف اپنی کرنی میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھو اور مجھے ذرا مہلت نہ دو۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ مُردوں سے خوف کھانا شرک ہے اس میں ملوث ہو کر بعض مسلمان مردوں سے ڈرنے لگے ہیں، حالانکہ وہ اپنی ہی پریشانی دور کرنے سے عاجز ہیں۔ دوسروں کو تکلیف دینے کی بات ہی اور ہے، مردہ اگر جلنے لگے تو بھاگ نہیں سکتا بلکہ پوری طرح جل جاتا ہے۔(ابن کثیر)

۲۔ فطری خوف: انسان کا ظالم یا وحشی جانور وغیرہ سے ڈرنا ہے، یہ شرک نہیں۔

فرمان الٰہی:- فَأَوْجَسَ فِي نَفْسِهِ خِيفَةً مُّوسَىٰ .

اور موسیٰ علیہ السلام اپنے دل میں ڈر گئے۔ (سورۂ طٰہٰ:۶۷)

فرمان الٰہی:- وَلَهُمْ عَلَيَّ ذَنْبٌ فَأَخَافُ اَنْ يَقْتُلُوْنِ .

اور مجھ پر ان کے ہاں ایک جرم کا الزام بھی ہے اس لیے میں ڈرتا ہوں کہ وہ مجھے قتل کر دیں گے۔ (شعراء:۱۴)

اللہ کے ساتھ شرک کی نفی

س ۱:- ہم اللہ کے ساتھ شرک کی نفی کس طرح کریں؟

ج ۱:- درج ذیل چیزوں کی نفی سے ہی اللہ کے ساتھ شرک کی نفی ہو سکتی ہے:

۱۔ اللہ تعالیٰ کے افعال میں شرک کی نفی، یعنی اس اعتقاد کی نفی کہ بعض قطب و اولیاء کائنات کے نظم و نسق کو چلا رہے ہیں۔

فرمان الٰہی:- وَمَنْ يُدَبِّرُ الأَمْرَ فَسَيَقُوْلُوْنَ اللهُ .

اور کون اس نظمِ عالم کی تدبیر کر رہا ہے وہ ضرور کہیں گے کہ اللہ۔ (سورۃ یونس:۳۱)

۲۔ عبادت سے متعلق شرک کی نفی، جیسے کہ انبیاء واولیاء کو پکارنے کی نفی۔

فرمان الٰہی:- قُلْ اِنَّمَا أَدْعُوْا رَبِّیْ وَلَا أُشْرِكُ بِهٖ أَحَدًا . (جن:۲۰)

(اے نبی) کہو کہ میں تو اپنے رب کو پکارتا ہوں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتا۔

حدیث نبوی:- الدعاء هوا العبادة . پکار عبادت ہے۔ (ترمذی)

۳۔ صفات الٰہیہ میں شرک کی نفی، مثلاً اس اعتقاد کی نفی کہ انبیاء واولیاء غیب جانتے ہیں۔

فرمان الٰہی:- قُلْ لَا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللهُ .

ان سے کہو، اللہ کے سوا آسمانوں اور زمینوں میں کوئی غیب کا علم نہیں رکھتا۔ (نمل:۶۵)

حدیث نبوی:- لا يعلم الغيب الا الله . (طبرانی حدیث حسن)

اللہ کے سوا کوئی غیب کا علم نہیں رکھتا۔

۴۔ تشبیہ سے متعلق شرک کی نفی، یعنی اس بات کی نفی، کہ اللہ کی پکار کے وقت واسطہ ضروری ہے، جس طرح بادشاہ کے پاس بغیر واسطہ کے نہیں جاسکتے، اسی طرح خالق کی مخلوق سے تشبیہ دے دی، اور یہ شرک ہے دلیل:

فرمان الٰہی:- لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ .

کائنات کی کوئی چیز اس کے مشابہ نہیں۔ (سورۃ شوریٰ:۱۱)

س۲:- زمانۂ جاہلیت کا شرک اِس وقت پایا جاتا ہے یا نہیں؟

ج:- پایا جاتا ہے۔

۱۔ پہلے کے مشرکین اللہ کے خالق ورازق ہونے کا عقیدہ رکھتے تھے، لیکن وہ اولیاء کے بت بنا کر پکارتے تھے اور انہیں تقرب الٰہی کا واسطہ سمجھتے تھے، ان کا یہ واسطہ اللہ کو پسند نہ آیا، بلکہ انہیں کافر گردانا۔

فرمان الٰہی:- وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖ أَوْلِيَآءَ مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَآ اِلَى اللهِ زُلْفٰىٓ اِنَّ اللهَ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ فِيْ مَا هُمْ فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ اِنَّ اللهَ لَا يَهْدِيْ مَنْ هُوَ كٰذِبٌ كَفَّارٌ .

وہ لوگ جنہوں نے اس کے سوا دوسرے سرپرست بنا رکھے ہیں (اور اپنے اس فعل کی توجیہ یہ کرتے ہیں) ہم تو ان کی عبادت صرف اس لیے کرتے ہیں کہ وہ اللہ تک ہماری رسائی کرادیں، اللہ یقیناً ان کے درمیان ان باتوں کا فیصلہ کردے گا جن میں وہ اختلاف کر رہے ہیں، اللہ کسی ایسے شخص کو ہدایت نہیں دیتا جو جھوٹا اور منکرِ حق ہو۔ (سورۃ زمر:۳)

اللہ تعالیٰ کے لیے کسی بھی واسطے کی ضرورت نہیں، وہ سب سے قریب اور سب کچھ سننے والا ہے۔

فرمان الٰہی:- وَاِذَا سَأَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ .

اورا ے نبی، میرے بندے تم سے میرے متعلق پوچھیں تو بتا دو کے میں ان سے قریب ہی ہوں۔ (بقرۃ:۱۸۶)

دور حاضر میں بہت سے مسلمان قبروں میں مدفون اولیاء کو قربت الٰہی کے لیے پکارتے ہیں، مشرکین مردہ اولیاء کے بت بنا کر پوجتے تھے، آج مسلمان مُردہ اولیاء کی قبریں بنا کر پوجتے ہیں، جبکہ قبر کا فتنہ بُت سے زیادہ خطرناک ہے۔

۲۔ پہلے کے مشرکین سختیوں میں صرف اللہ کو پکارتے تھے، آسانیوں کے وقت اس کے ساتھ شریک کرتے تھے۔

فرمان الٰہی:- فَاِذَا رَكِبُوا فِي الْفُلْكِ دَعَوُا اللهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ فَلَمَّا نَجّٰهُمْ اِلَى الْبَرِّ اِذَا هُمْ يُشْرِكُوْنَ . (عنکبوت)

جب یہ لوگ کشتی پر سوار ہوتے ہیں، تو اپنے دین کو اللہ کے لیے خالص کر کے اس سے دعا مانگتے ہیں، پھر جب وہ انہیں بچا کر خشکی پر لے آتا ہے۔ تو یکا یک یہ شرک کرنے لگتے ہیں، بریں بناء یہ کیسے جائز ہوسکتا ہے کہ مسلمان سختی یا آسانی میں غیر اللہ کو پکاریں؟

شرک اکبر کے نقصانات

س ۱:- شرک اکبر کا کیا نقصان ہے؟

ج ۱:- شرک اکبر جہنم میں ہمیشگی کا سبب بنتا ہے،

فرمان الٰہی:- اِنَّهُ مَن يُشْرِكْ بِاللهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَأْوٰهُ النَّارُ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ أَنْصَارٍ .

جس نے اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرایا اس پر اللہ نے جنت حرام کر دی اور اس کا ٹھکانہ جہنم ہے، اور ایسے ظالموں کا کوئی مددگار نہیں۔

حدیث نبوی:- من مات يشرك بالله شيئًا دخل النار . (مسلم)

جس نے حالت شرک میں وفات پائی، جہنمی ہوگا۔

س ۲:- کیا شرک کے ہوتے ہوئے کوئی عمل نفع بخش ہوگا؟

ج ۲:- شرک کے ہوتے ہوئے کوئی عمل نفع بخش نہیں ہوسکتا، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء کے بارے میں فرمایا:

وَلَوْ أَشْرَكُوا لَحَبِطَ عَنْهُمْ مَا كَانُوا يَعْمَلُوْنَ .

اگر کہیں یہ لوگ شرک کیے ہوتے تو ان کا سب کیا کرایا غارت ہو جاتا۔ (انعام:۸۸)

حدیث قدسی: أنا أغنى الشركاء عن الشرك من عمل عملا أشرك معي فيه غيري تركته وشركه . (مسلم)

میں شرک سے پوری طرح مستغنی ہوں، جس کسی نے کسی عمل میں میرے ساتھ کسی غیر کو شریک کیا، تو وہ جانے اور اس کا شرک۔

پھیلے ہوئے خطرناک نظریئے

س۱:- کیا حاکمیت قوم کی ،اور مال قوم کا ہے؟

ج۱:- یہ من گھڑت الفاظ ہیں ،ان کے گھڑنے والے خود اس پر عمل پیرا نہیں ، بلکہ قوم کی آراء کے بالمقابل اپنی کسی بھی رائے کو نہیں بدلتے ، بلکہ یہ ایسا نغمہ ہے جسے ایسی قوموں کو دھوکہ دینے کے لیے استعمال کر رہے ہیں جو اپنی پہلی حکومت سے چھٹکارا پانا چاہتی ہیں ،اس طرح انہیں دوسری حکومت میں مبتلا کر دیتے ہیں جو پہلی سے زیادہ ظالم وگمراہ ہوتی ہے ،صحیح بات تو یہ ہے کہ انسانی قوموں کی عزت محفوظ رہنی چاہیے ،انہیں صحیح آزادی وانصاف ملنا چاہئے ،انہیں جانوروں کی مانند ہانکا نہ جائے ۔

اصل تو یہ ہے کہ حاکمیت صرف اس اللہ کے لیے ہے جس کی وحی کی روشنی میں قوم کی رہنمائی ضروری ہے ،اور اس کی حاکمیت اس کی شریعت کے مطابق ہوگی ،اس کے برعکس اس شخص کا کہنا ''حاکمیت قوم کے لیے ہے'' غلط ہے ، جو قوموں کو اپنی من مانی رہنمائی کرتا ہے ۔حقیقت یہ ہے کہ وہ مادہ مذاہب کو مانتا ہے ۔شریعت الٰہیہ کے مخالف بُت پرستی پر مبنی اصول کو برتتا ہے ،مکر وفریب سے پر نعرے دے کر زبردستی ان پر اپنی بالا دستی منواتا ہے ۔

اسی طرح مال اللہ کا ہے ،جس کے مصارف ، رفاہ عامہ کی چیزیں ،مسلمانوں کے سرحدوں کی حفاظت ،مشرق ومغرب میں ان کے تمام مسائل کا دفاع دعوت الیٰ اللہ کا فریضہ ،بعض مسلمانوں پر ظلم وزیادتی اور افتراء پردازی کرنے والوں کے خاتمے کے لئے ، نیز ضرورت مندوں کی ضرورتیں پوری کرنے کے لیے ہر طرح کی وسائل فراہم کرنا ہیں ،ان مذکورہ چیزوں میں جو سب سے زیادہ ضروری ہوگی ،اس میں اللہ کے مال کو صرف کیا جائے گا ،انسانیت زدہ اسے لوٹ نہیں سکتے ،اسے فضول خرچی اور شان وشوکت کے بے جا اظہار میں خرچ نہیں کر سکتے فسق وفجور ،اخلاق سے گرے کلبوں کی بات ہی دوسری ہے یہ کہنا ہرگز درست نہیں کہ مال قوم کا ہے ۔اس لیے اگر یہ تسلیم کر لیا جائے تو قوم کے لوگ ،اپنی حکومت کی حفاظت ، جاسوسی اور لوگوں کے ذہن وضمیر خریدنے وغیرہ پر بہت سارا مال برباد کریں گے ۔(دَوسِری کی کتاب ''الاجوبۃ المفیدۃ'' سے منقول)

س۲:- کمیونزم کن بنیادوں پر قائم ہے؟

ج۲:- کمیونزم کی بہت ساری بنیادیں مثلاً :

۱۔ اللہ کا ،تمام ادیان ، رسل ،اوران کی رسالتوں کا انکار ،ان کا نعرہ ہے ''کوئی معبود نہیں ،زندگی کا وجود مادے سے ہے)

۲۔ تمام فضائل اور اخلاقی قدروں کا صفایا ۔

۳۔ مالداروں اور غریبوں کے مابین کینہ ودشمنی پیدا کرنا ۔

۴۔ اپنے لیڈروں کو چھوڑ کر ، دوسروں کی انفرادی ملکیت کا خاتمہ ،اور یہ انسانی فطرت میں داخل ہے ۔

س۳:- اسلام کے خاتمے کے لیے کمیونزم کے کیا وسائل ہیں؟

ج۳:- بہت سے وسائل ہیں، مثلاً:

۱۔ یہ کہ کمیونزم کا مبلغ دین اسلامی اور اس کے متعلق پیدا کردہ شکوک وشبہات سے واقف ہو، جس معاشرے میں کمیونزم کی تبلیغ کر رہا ہو اس کے عادات واطوار سے آگاہ ہو۔

۲۔ مسلمان عورتوں کے مابین اس ہلاکت آفریں مذہب کی تبلیغ کے لیے عورتوں کا استعمال، اس لیے کہ اسلامی معاشرے میں غیر مرد عورتوں سے نہیں مل سکتے۔

۳۔ اس مذہب کی تبلیغ کے لیے معمر لوگوں کا استعمال، اس لیے کہ وہ اپنے معاشروں میں لوگوں کے نزدیک قابل احترام ہوتے ہیں۔

۴۔ کمیونزم کی تبلیغ کے لیے ڈاکٹروں کا استعمال، اس لیے کہ وہ بیمار کی عاجزی، کمزوری اور دوا کی ضرورت سے غلط فائدہ اٹھا سکتا ہے۔

۵۔ حکومت پر قبضہ کر کے قوموں سے لڑنا، اور وہاں سے کمیونزم کا پرچار کرنا۔

س۴:- کیا کافر حکومتیں اسلام دشمنی میں متحد ہیں؟

ج۴:- یہ بات ظاہر وباہر ہے کہ تمام کافر حکومتیں (اگر چہ اسلام سے متعلق ان کے نظریے مختلف ہوں) اسلام دشمنی میں متحد ہیں، یہ الگ بات ہے کہ دشمنی کے مختلف اسلوب ہیں، چنانچہ کمیونزم اسلام دشمنی کا اظہار کرتے ہوئے چاہتا ہے اسلام اور مسلمانوں کو ملیا میٹ کر دے، عیسائیت اسلام کے لیے ہلاکت خیز نظریوں کے پیچھے چھپ کر مسلمانوں کے مابین عیسائی مشنریاں چلاتی ہیں۔ تاکہ وہ اپنے دین کو بدل ڈالیں، بالخصوص یہودیت تو تمام مذاہب اور ہر تباہ کن اور اخلاقی قدروں کو ملیا میٹ کرنے والے نظریئے کے پیچھے کام کر رہی ہے، جیسے کہ ماسونیت، عالمی صہیونیت اور بابیت ہے۔

س۵:- عیسائی مشنری کیا ہے۔ اس کے کیا خطرات ہیں، اس کا مقابلہ کیسے کیا جائے؟

ج۵:- عیسائی مشنری ایک نہایت تباہ کن تحریک ہے، جو اسلام کے خاتمے کی کوشش میں لگا ہے، ان کے بعض اصول یہ ہیں:

۱۔ اسلام میں شکوک وشبہات پیدا کرنا۔

۲۔ مسلمانوں کو نصرانیت کی رغبت دلانا۔

۳۔ ان کا یہ دعویٰ کرنا کہ عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے لڑکے ہیں۔

۴۔ تمام میدانوں میں اپنے زہریلے اثرات پھیلانا۔

۵۔ غریب وکمزور قوموں کا ناجائز استحصال کرنا۔

اس سے نمٹنے کے طریقے:

۱۔ کتاب وسنت کو مضبوطی سے تھام لینا۔

۲۔ لازماً مسلمانوں کا ہم جماعت ہونا۔

۳۔ اسلامی تعلیمات سے آگاہی۔

۴۔ دین نصاریٰ کے محرف ہونے کی واقفیت۔

۵۔ مالداروں کا غریبوں کی مدد کرنا۔

س۶:- کیا اسلام میں صوفیانہ طریقے اور جماعتیں ہیں؟

ج۶: اسلام میں صوفیانہ طریقے اور جماعتیں نہیں ہیں۔

فرمان الٰہی:- اِنَّ هٰذِهٖ أُمَّتُكُمْ أُمَّـةً وَّاحِدَةً وَّأَنَا رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْنِ . (انبیاء: ۹۲)

یہ تمہاری امت حقیقت میں ایک ہی امت ہے اور میں تمہارا رب ہوں پس تم میری عبادت کرو۔

فرمان الٰہی:- وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا . (آل عمران: ۱۰۳)

سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوط پکڑ لو اور تفرقہ میں نہ پڑو۔

فرمان الٰہی:- وَلَا تَكُونُوا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ، مِنَ الَّذِيْنَ فَرَّقُوا دِيْنَهُمْ وَكَانُوا شِيَعًا كُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ .

ان مشرکین میں سے نہ ہو جاؤ، جنہوں نے اپنا اپنا دین الگ بنالیا، اور گروہوں میں بٹ گئے ہیں، ہر ایک گروہ کے پاس جو کچھ ہے وہ اسی میں مگن ہے۔ (روم: ۳۱-۳۲)

حدیث نبوی:- عن ابن مسعود قال : خطَّ لنا رسول الله صلى الله عليه وسلم خطاً بيده ، ثم قال : هذا سبيل الله مستقيما ، وخطّ خطوطاً عن يمينه وشماله ، ثم قال : هذه السبل ، ليس منها سبيل الّا عليه شيطان يدعو اِليه ثم قرأ قوله تعالىٰ :وَأَنَّ هـٰذَا صِرَاطِى مُسْتَقِيمًا فَاتَّبِعُوهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيلِهِ . (انعام : ۱۵۳)

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے ایک سیدھی لکیر کھینچی ، پھر فرمایا ، یہی اللہ کا سیدھا راستہ ہے ، اور اس کے دائیں بائیں بہت سی لکیریں کھینچیں ، پھر فرمایا ، ان راستوں میں سے ہر راستے پر ایک شیطان بیٹھا اس راستہ کی طرف بلاتا ہے۔ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی وَأَنَّ هٰـذَا صِـرَاطِـى مُسْتَـقِيْـمَا فَاتَّبِعُوهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَـفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيْلِه (انعام : ۱۵۳) اس کی ہدایت یہ ہے کہ یہی میرا سیدھا راستہ ہے۔ لہٰذا تم اسی پر چلو اور دوسرے راستوں پر نہ چلو ، وہ اس کے راستے سے ہٹا کر تمہیں پراگندہ کر دیں گے۔ (احمد و نسائی نے روایت کیا اور حاکم نے صحیح فرمایا اور ذہبی نے موافقت کی)

۵۔ حدیث نبوی:- ضـرب الله تـعالىٰ مثلاً صراطاً مستقيماً ، وعلى جنبي الصراط سوران فيها أبواب مفتحة ، وعـلى الأبواب ستور مرخاة ، وعلىٰ باب الصراط داع يقول : يا أيهاالناس ادخلوا الصراط المستقيم ولا تفرقوا ، وداع يـدعـو مـن فـوق الـصـراط ، فاذا أراد الانسان أن يفتح شيئًا من تلك الأبواب قال : ويحك لا تفتحه،

فانک ان تفتحه تلجه، فالصراط : الاِسلام والسوران : حدوداللہ تعالیٰ : والأبواب المفتحة محارم اللہ ، وذلک الداعی علی رأس الصراط : کتاب اللہ ، والداعی من فوق الصراط واعظ اللہ فی قلب کل مسلم .

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے صراط مستقیم کی مثال بیان کی ، کہ صراط مستقیم کے دونوں کنارے دواونچی دیواریں ہیں ، جن میں کھلے دروازے ہیں ، دروازوں پر پردے لٹک رہے ہیں ، اور صراط مستقیم کے دروازے پر ایک پکارنے والا کہہ رہا ہے ، لوگو! صراط مستقیم میں داخل ہوجاؤ ادھرادھر منتشر مت ہو، صراط مستقیم کے اوپر سے ایک پکارنے والا پکارتا ہے اور جب انسان ان دروازوں میں سے کسی کو کھولنا چاہتا ہے تو کہتا ہے ، تیرابراہو، اس کو مت کھول اگر کھولو گے تو اس میں چلے جاؤ گے، تو صراط مستقیم ، اسلام ہے دونوں دیواریں ، اللہ کی مقرر کردہ حدود ہیں ۔ کھلے ہوئے دروازے ، اللہ کی حرام کردہ چیزیں ہیں ، صراط مستقیم کے دروازے پر پکارنے والا ، کتاب اللہ ہے، صراط مستقیم کے اوپر سے پکارنے والا ، منجانب اللہ ہر مسلمان کا نصیحت آموز دل ہے ۔ (احمد نے روایت کیا اور حاکم نے صحیح سند کے ساتھ توثیق کی)

س ۷ :- کیا دین اللہ کا ، اور وطن سب کا ہے؟

ج ۷ :- اہل یورپ نے علم سے برسر جنگ اور ظالم کنیسے کی حکومت سے راہ فرار اختیار کرنے کے لیے اس شرکیہ منصوبے کی ایجاد کی ، پھر اس کے ذریعہ اہل اسلام کو ان کے دین سے برگشتہ کرنا چاہا، ان لوگوں نے کہا کہ دین اللہ کا ہے اسے پیٹھ کے پیچھے ڈال دیا جائے ، ہمارے وطنی امور ، سیاست ، علم اور معیشت وغیرہ میں اسے دخل اندازی کا کوئی حق نہیں ، اس گمراہ کن ومن گھڑت بات سے اہل استعمار نے یہ چاہا کہ وطن کے نام پر تمام امور ومسائل سے اللہ کے احکامات کو دور کردیا جائے ، گویا وطن کو اللہ کا ہمسر ٹھہرا کر اس کے نتیجے میں دین کو حکومت سے جدا کردیا۔

فرمان الٰہی :- یَـٰٓأَیُّهَا الَّذِیْنَ ءَامَنُوٓا اِن تُطِیْعُوا الَّذِیْنَ کَفَرُوا یَرُدُّوکُمْ عَلَیٰٓ أَعْقَـٰبِکُمْ فَتَنقَلِبُوا خَـٰسِرِیْنَ .

اے لوگو! جو ایمان لائے ہو اگر تم ان لوگوں کے اشاروں پر چلو گے جنہوں نے کفر کی راہ اختیار کی ہے وہ الٹا پھیر لے جائیں گے اور تم نامراد ہوجاؤ گے ۔ (آل عمران:۱۴۹)

فرمان الٰہی :- یَـٰٓأَیُّهَا الَّذِیْنَ ءَامَنُوٓا اِن تُطِیْعُوا فَرِیْقًا مِّنَ الَّذِیْنَ أُوتُوا الْکِتَـٰبَ یَرُدُّوکُم بَعْدَ اِیْمَـٰنِکُمْ کٰفِرِیْنَ . (آل عمران)

اے لوگو! جو ایمان لائے ہو اگر تم نے اہل کتاب میں سے ایک گروہ کی بات مانی ، تو یہ تمہیں ایمان سے پھر کفر کی طرف پھیر لے جائیں گے، اس تحریک نے ، نصرانیت کے پروپیگنڈے اور مسلمانوں کے برخلاف انہیں کے گھروں میں الحادو دہریت پھیلانے کی راہیں ہموار کردیں ، نیز اسی راہ کو اپنانے والی نصرانی اقلیت کو خوش کرنے کے لیے اسلام کے بڑھتے ہوئے قدموں کو روک دیا ، اور جب مسلمانوں نے اس تحریک کو مسترد کردیا تو اسے گروہی فتنہ کہا گیا ۔ (کتاب ''الاجوبۃ المفیدۃ'' سے بتصرف منقول)

س ۸ :- کیا اسلام گروہ بندی اور انتشار سکھلاتا ہے؟

ج ۸ :- صحیح اسلامی دین حقیقی اتحاد کا منبع ہے ، اس دین پر چل کر ہی ، عزت ومرتبت ، باہمی اتحاد ورحم دلی ، سخاوت وایثار اور غیر مسلموں سے

امان مل سکتی ہے۔گروہ بندی کا تصور ہی ایسے دین میں کیسے کیا جا سکتا ہے جو اپنے ماننے والوں کو یہ تعلیم دیتا ہو:

قُلْ ءَ امَنَّا بِاللهِ وَمَا أُنْزِلَ عَلَيَّ اِبْرَاهِيمَ وَ اِسْمٰعِيلَ وَ اِسْحٰقَ وَ يَعْقُوبَ وَالْأَسْبَاطِ وَمَاأُوتِيَ مُوسىٰ وَ عِيسىٰ وَالنَّبِيُّونَ مِنْ رَّبِّهِمْ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِّنْهُمْ وَ نَحْنُ لَهُ مُسْلِمُونَ . (آل عمران:۸۴)

(اے نبی) کہو کہ ہم اللہ کو مانتے ہیں، اس تعلیم کو مانتے ہیں جو ہم پر نازل کی گئی، ان تعلیمات کو بھی مانتے ہیں جو ابراہیم، اسماعیل، اسحاق، یعقوب اور اولاد یعقوب پر نازل ہوئی تھیں۔ اوران ہدایات پر بھی ایمان رکھتے ہیں جو موسیٰ اور عیسیٰ علیہم السلام اور دوسرے پیغمبروں کو ان کے رب کی طرف سے دی گئیں، ہم ان کے درمیان فرق نہیں کرتے، اور ہم اللہ کے تابع فرمان (مسلم) ہیں۔

س۹:- کیا لوگوں کا ارادہ اللہ کے ارادے سے ہوتا ہے؟

ج۹:- مذاہب باطلہ کے محض فلسفیوں کی اللہ تعالیٰ پر یہ ایسی گھٹیا بہتان تراشی ہے، جس کی جرأت ابوجہل اور اس کے ہم مسلکوں نے نہیں کی، جب کہ وہ اسلام دشمنی اور خباثت میں حد درجہ بڑھے ہوئے تھے ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے صرف یہ بیان کیا ہے کہ وہ اپنے اعمال کو اللہ کی مشیت پر معلق سمجھتے تھے۔

فرمان الٰہی:- وَقَالَ الَّذِيْنَ أَشْرَكُوا لَوشَآءَ اللهُ مَا عَبَدْنَا مِنْ دُوْنِهِ مِنْ شَيْءٍ نَّحْنُ وَلَا ءَ ابَآؤُنَا وَلَا حَرَّمْنَا مِنْ دُوْنِهِ مِنْ شَيْءٍ . (نحل:۳۵)

چنانچہ اللہ نے ان کو جھوٹا گردانا۔لیکن ان لوگوں کے قول سے (کہ قوم کا ارادہ اللہ کے ارادے سے ہوتا ہے) یہ خرابی لازم آتی ہے کہ قوم جو چاہے کرے، قرآن وشریعت الٰہیہ سے آزاد ہو کر جس طرح چاہے زندگی گذارے خواہشات، مادہ شہوت اور قوت کو معیار زندگی بنالے۔

یہی کہنا قوم کو اللہ کے سوا الٰہ بنانا ہے نیز خواہشات کو شریعت الٰہیہ کے احکام کا ہمسر بنانا ہے۔ بالفاظ دیگر، اللہ کے احکام، حدود اور شریعت سے فرار ہے۔

س۱۰:- یہ کہنے والا کہ دین قوموں کے حق میں افیون ہے کیا کہنا چاہتا ہے؟

ج۱۰:- یہ یہودی ''کارل مارکس'' کا قول ہے، جس نے یہودی، مزدکی، کمیونزم کو پھر سے جنم دیا جبکہ اسلام اس کا خاتمہ کر چکا تھا، اس کا خیال ہے کہ دین قوموں کو بدمست کر کے سلا دینے والی چیز ہے، یہ بات من گھڑت باطل ادیان کے بارے میں درست ہوسکتی ہے اس لئے کہ ان کے متبعین خرافات میں ملوث ہوتے ہیں۔ لیکن صحیح دین حنیف (جس کو اجاگر کرنے کا حکم اللہ نے اپنے بندوں کو دے رکھا ہے) ایسا دین ہے جو دلوں میں تڑپ پیدا کرتا ہے، تمام احساسات اور قوموں کو جھنجوڑ کر آگے بڑھاتا ہے اپنے ماننے والوں کی ذلت ورسوائی اور ظلم کے آگے جھک جانے کو برداشت نہیں کرسکتا، دین وشریعت کے چھوڑنے والوں سے برأت بہتان تراشوں کے خاتمہ اور اعلاء کلمۃ اللہ کیلئے مختلف طرح کی، مختلف طریقے سے جہاد کرنا واجب قرار دیتا ہے۔ (دَوسری کی کتاب ''الاجوبۃ المفیدۃ'' سے منقول)

س۱۱:- اسلام کی نظر میں کمیونزم کی کیا حیثیت ہے؟

ج۱۱:- کمیونزم پر حکم لگانے سے پہلے یہ ضروری ہے کہ مسلمان اس کے عربی نام سے دھوکہ نہ کھائیں، بلکہ اس کے مصادر ومراجع پر غور کریں۔کیا اس کے مراجع مارکس لینن اوراس کے ہمنواؤں کی کتابیں ہیں؟ جنہوں نے نظریۂ کمیونزم کی تشریح کی ہے، یا اس کا مرجع صرف کتاب وسنت سے ماخوذ ہے، تا آنکہ مسلمان اسے قبول کرلیں؟

اگر مراجع مارکس ولینن اوران کے ہمنوا ہیں، تو مسلمان اسے ہرگز، ہرگز قبول نہیں کرسکتے، بلکہ سرے سے اس کا انکار واجب ہے اور یہ بات مسلم ہے کہ کسی بھی صاحب عقل کو شک نہیں ہوسکتا کہ تمام کے تمام مراجع ومصادر ان کے خودساختہ معبود ہیں، ایسی صورت میں اس کا انکار لاالـہ الااللہ مـحمد رسول اللہ کی شہادت کے لوازمات میں سے ہے۔اوراس شہادت کے لوازمات پر عمل کیے بغیر کوئی صحیح معنوں میں مومن نہیں ہوسکتا۔ (دَوسری کی کتاب ''الاجوبۃ المفیدۃ'')

صحیح بات تو یہ ہے کہ منجانب اللہ منزّل مُنصف مزاج اسلام، کمیونزم، راسمالیت، غرضیکہ انسان کے مقرر کردہ تمام ہی نظامہائے حیات سے مستغنی کردیتا ہے، بالخصوص جب ان کا اسلام سے ٹکراؤ ہو، اسلام نے تو اہل اسلام کو انصاف، مساوات، آزادی اور دنیوی واخروی سعادت سے نوازا ہے۔

فرمان الٰہی:- صِبْغَةَ اللهِ وَمَنْ أَحْسَنُ مِنَ اللهِ صِبْغَةً وَنَحْنُ لَهُ عَابِدُوْنَ . (سورۃ بقرۃ: ۱۲۸)

س۱۲:- ماسونیت کسے کہتے ہیں؟

ج۱۲:- ماسونیت ایک پراسرار یہودی جمیعت ہے، جسے ''مخفی قوت'' کا نام دیتے ہیں، ابتداء میں عیسائیوں کے خلاف اس کا قیام عمل میں آیا، تاکہ ان کی انجیلوں کی تحریف، ان کے عقائد وافکار کی بگاڑ اور مختلف اختلاف وانتشار سے ان کو کمزور کرنے کا فریضہ انجام دے، جب اسلام آیا تو اسے بھی اپنی لپیٹ میں لیا۔عالمی یہودیت تمام ماسونی جمعیتوں کی، مفکروں، مکاروں اور دغابازوں کے ذریعہ مدد کرتی ہے، یہ لوگ ہر زمانہ، بلکہ ہر امت، قوم اور ملک کے مطابق اپنا چولہ بدل لیتے ہیں، یہاں تک کہ ہر شخص پر اس کی نفسیات اوراس کے مخصوص ذوق کے راستے اثر انداز ہوکر فتنے میں مبتلا کردیتے ہیں یہ جانتے ہوئے بھی مختلف اوقات میں بہت سے اس نظریئے کے معترف ہوئے، کہ ماسونیت کا وجود ہی اس لیے ہوا ہے کہ یہودیوں کے بُرے مقاصد بجالائے، قائدین کے عقل پر چھا جانے، ان کے تشخص کو ختم کرنے اورانہیں ماسونیت کا غلام بنادینے کا فریضہ انجام دے، اس لیے کہ ماسونی مکروفریب میں بڑی چمک دمک اوردلوں پر سختی سے اثر انداز ہونے کی صلاحیت ہے، بریں بناء مشرق ومغرب کے اکثر بڑے بڑے قائدین اس کا شکار ہوگئے، یورپ اور یورپ کے تہذیبی عقلا بعض عربی ممالک کے حکمراں طبقوں اور فرمانروا خاندانوں میں ماسونیت اپنے پنجے گاڑ چکی ہے، جب قومیں ماسونیت کے خطرات کو بھانپنے لگتی ،اور ماسونیت سے متہم حکام سے ناراض ہونے لگتی ہیں تو ماسونیوں کے پاس ان کو دھوکہ دینے کے بہت سے طریقے ہیں، جو بھی ادارہ ماسونیت سے پردہ اٹھاتا ہے اسے بند کرادیتے ہیں اوراسی کے بقایا پر دوسرے نام کا ادارہ قائم کرتے ہیں جو حقیقت میں بعینہٖ یہودیوں کی ہے۔تاکہ ذمہ دار اس کے عیب سے اپنے آپ کو بری کرسکے، اور یہودیوں کی خدمت کے لیے نیا اعتماد حاصل کرسکے۔

پیرس میں ۱۹۰۰ء میں منعقد ہونے والی ماسونی کانفرنس میں یہ قرار پاس ہوئی، ماسونیت کی غرض وغایت ایسی لادینی جمہوریتوں

کا قیام ہے۔ جو ماسونی اتحاد کی نفع رسانی اور ہم آغوشی کو اپنا بنیادی مقصد بنائیں اس کے پرانے نتائج یہ ہیں:

۱۔ مقدس کتابوں کی تحریف، ادیان و جماعات کے مابین تفریق، قوموں کے مابین دشمنی اور جنگوں کی آگ بھڑکانا۔

۲۔ عہد اسلامی کی ابتداء میں اس کے نتائج:

۱۔ خلیفہ ثانی حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے قتل کی سازش۔

۲۔ تیسرے خلیفہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے خلاف جھوٹی باتیں گھڑنا۔

۳۔ خطوط میں فریب کاری کرنا نیز حقائق کو مسخ کرنا یہاں تک کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا حادثہ قتل ہوا۔

۴۔ قوموں کی عقلوں سے کھیلنا، حتی کہ خوارج اور شیعہ جیسے فرقوں کو جنم دیا۔

۵۔ مختلف علاقوں میں جہمیہ، معتزلہ، قدریہ، قرامطہ، باطنیہ وغیرہ جیسے گمراہ فرقوں کو رواج دینا۔

۶۔ امویوں کے خلاف جھوٹی باتیں، انہیں ہلاک کرنے کے لیے عجمیوں کا تعاون تا آنکہ ان مذاہب کی ترویج ہو سکے، مختار ثقفی کا فتنہ کھڑا ہوا جیسا کہ ''تاریخ الجمعیات السریۃ والحرکات الھدامۃ فی الاسلام'' کے مصنف نے ذکر کیا ہے۔ یہ کتاب ہر شخص کے پاس رہنی چاہئے۔

۷۔ صلیبی جنگوں کی آگ بھڑکانا، ان میں حصہ لینے والوں کو نمایاں کرنا، مشرق کے عیسائیوں کے لیے نصیر طوسی، ابن علقمی جیسے لوگوں کو اچانک قتل کر دینے کی راہ ہموار کرنا، انہیں دشمنی پر اکسانا تاکہ مسلمانوں کے خلاف جنگ کرنے والے بھائیوں کی مدد کریں، ان کے لیے جاسوسی کریں، انہیں ہر راستے کی رہنمائی کریں، جس کا اعتراف خود قائدین جنگ نے عرب عیسائیوں کی تعریف کرتے ہوئے کی ہے۔ بات ایسی نہیں، جیسا کہ ''جورج حبش'' جیسے قوم پرست لوگوں کے متبعین نادانی و جہالت کی بنیاد پر سمجھتے ہیں۔

س ۱۳:- اسلام کی نظر میں تصوف کا کیا حکم ہے؟

ج ۱۳:- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرام، تابعین کے دور میں تصوف کا وجود نہ تھا، جب یونانی کتب کا عربی میں ترجمہ ہوا تب تصوف کا وجود ہوا، صوفیت، ''صوفیاء'' سے ماخوذ ہے، ان کی زبان میں ''صوفیاء'' حکمت کو کہتے ہیں، بعض اہل علم کا کہنا ہے کہ ''صفاء'' سے ماخوذ ہے، یہ بالکل سراسر غلط ہے، اس لیے کہ ایسی صورت میں صوفی کے بجائے صفائی ہوتی، صوفیت اسلام سے بہت امور میں ٹکراتی ہے، مثلاً:

۱۔ غیر اللہ کو پکارنا، اکثر صوفیاء اللہ کے علاوہ مردوں کو پکارتے ہیں:

حدیث نبوی:- اَلدُّعاءُ هُوَ العِبَادَة ۔ پکار عبادت ہے۔ (ترمذی نے روایت کیا اور حسن صحیح کہا)

اور غیر اللہ کی عبادت شرک اکبر ہے جو تمام اعمال کو ضائع کر دیتا ہے۔

فرمان الٰہی:- وَلَا تَدْعُ مِنْ دُوْنِ اللهِ مَا لَا يَنْفَعُكَ وَلَا يَضُرُّكَ فَاِنْ فَعَلْتَ فَاِنَّكَ اِذًا مِّنَ الظّٰلِمِيْنَ ۔ (سورۃ یونس:۱۰۶)

اور اللہ کو چھوڑ کر کسی ایسی ہستی کو نہ پکار جو تجھے نہ فائدہ پہونچا سکتی ہے نہ نقصان اگر تو ایسا کرے گا تو ظالموں میں سے ہوگا۔

حدیث نبوی:- من مات وھویدعو من دون اللہ ندا ، دخل النار . (بخاری)

جسے اللہ کے ساتھ شریک ٹھہراتے ہوئے موت آئی وہ جہنم میں داخل ہوگا۔

فرمان الٰہی:- لَئِنْ أَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِيْنَ .

اگر تم نے شرک کیا تو تمہارا عمل ضائع ہوجائے گا، اور تم خسارے میں رہوگے۔ (زمر)

۲۔ قرآن کریم کی مخالفت کرتے ہوئے اکثر صوفیاء یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہر جگہ موجود ہے۔

فرمان الٰہی:- اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى .

وہ رحمٰن عرش پر مستوی ہے۔(طٰہٰ:۵) نیز اس حدیث کی بھی مخالفت کرتے ہیں:

حدیث نبوی:- اِنَّ اللہَ کتبَ کتابًا فھو عندہ فوق العرش . (بخاری و مسلم)

اللہ نے ایک دستاویز لکھی، جو اس کے پاس عرش پر ہے۔

فرمان الٰہی:- وھو مَعکم أینما کنتم .

وہ تمہارے ساتھ ہے جہاں پر بھی تم ہو۔ (حدید:۴۴)

اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ اپنی دید وشنید اور علم کے ساتھ رہتا ہے، جیسا کہ مفسرین نے بیان کیا ہے۔

۳۔ بعض صوفیاء یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنی تمام مخلوقات میں حلول کر گیا ہے۔

یہاں تک کہ دمشق میں مدفون ابن عربی نے کہا۔

الحق عبد والعبد حق - یا لیت شعری من المکلف

اللہ بندہ ہے، بندہ اللہ ہے، کاش مجھے معلوم ہوتا کہ کون مکلّف ہے

ان کے طاغوت کا کہنا ہے:

وما الکلب والخنزیر اِلا اِلھنا - وما اللہ اِلا راھب فی کنیسۃ

کتا، سور، کنیسے کا راہب، سب کے سب معبود ہیں۔

۴۔ اکثر صوفیاء یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ اللہ نے دنیا کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے باعث پیدا کیا ہے۔ یہ قرآن کی اس تعلیم کے مخالف ہے:

فرمان الٰہی:- وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ .

میں نے جن اور انسانوں کو اس کے سوا کسی کام کے لیے پیدا نہیں کیا ہے۔ کہ وہ میری بندگی کریں۔ (ذاریات:۵۶)

فرمان الٰہی:- وَاَنَّ لَنَا لَلْآخِرَةَ وَالْاُوْلٰى .

اور درحقیقت آخرت اور دنیا، دونوں کے ہم ہی مالک ہیں۔ (لیل:۱۳)

۵۔ اکثر صوفیاء یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے نور سے پیدا کیا ہے، اور پھر اللہ نے نبی کے نور سے تمام چیزوں کو پیدا کیا، نیز یہ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے سب سے پہلے مخلوق ہیں۔ یہ تمام باتیں قرآن کی اس تعلیم کے مخالف ہیں۔

فرمانِ الٰہی:- اِذْ قَالَ رَبُّکَ لِلْمَلٰٓـئِکَةِ اِنِّی خٰلِقٌ ۢبَشَرًا مِّنْ طِیْنٍ ۔

جب تیرے رب نے فرشتوں سے کہا "میں مٹی سے اے بشر بنانے والا ہوں"۔ (ص:۷۱)

صحیح بات تو یہ ہے کہ آدم علیہ السلام سب سے پہلے انسان ہیں، جنھیں اللہ نے مٹی سے پیدا کیا، غیر انسان میں سے پانی اور عرش کے بعد سب سے پہلے قلم کو پیدا کیا، پہلے پہل اللہ نے قلم کو پیدا کیا: اِنّ اوّل ما خلق اللہُ القلم ۔ رہی یہ حدیث: أول ما خلق الله نور نبیک یا جابر ۔ "اے جابر اللہ نے سب سے پہلے تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کو پیدا کیا" تو اس حدیث کے بارے میں محدثین کہتے ہیں کہ اس کی کوئی سند نہیں یہ سراسر موضوع اور باطل ہے۔

۶۔ صوفیاء اسلام کی مخالف کرتے ہوئے "اولیاء کے لیے نذریں" مانتے ہیں ان کی "قبروں کا طواف" کرتے، اور ان پر مزار بناتے ہیں، غیر مشروع حالات وکیفیات کے ساتھ اوراد و وظائف کرتے ہیں۔ ذکر واذکار کے وقت ناچ، سینہ کوبی، آگ کھانا، تعویذات، جادو، نظر بندی، لوگوں کا زبردستی مال ہڑپ کرنا، ان کے خلاف حیلہ سازی، جیسے جرائم کے مرتکب ہوتے ہیں۔

س۱۴:- جو اسلام کو رجعت پسندی سے متہم کرے اس کا کیا حکم ہے؟

ج۱۴:- دشمنان اسلام نے اسلام کو اس طرح متہم کر کے مسلمانوں کو اس کی اتباع سے روکنا چاہا ہے۔ اگر ان کی مراد یہ ہے کہ اسلام رجعت پسند اور تہذیب وتمدن میں بچھڑا ہوا ہے تو یہ سراسر جھوٹ اور بہتان تراشی ہے، اس لیے کہ اسلام ترقی وتقدم کا حکم دیتا ہے، نیز نفع بخش امور اور نئی ایجادات کے میدان میں نئے انقلابات کی دعوت دیتا ہے۔

فرمانِ الٰہی:- وَأَعِدُّوا لَهُمْ مَا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ قُوَّةٍ ۔

اور اے مسلمانو! تم کافروں کے مقابلہ کے لیے جہاں تک ہو سکے اپنا زور تیار رکھو۔ (انفال:۶۰)

حدیث نبوی:- أنتم أعلم بأمر دنیاکم .(مسلم)

تم اپنے دنیوی امور کو اچھی طرح جانتے ہو۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ اسلام کتاب وسنت اور عمل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جانب رجوع کا حکم دیتا ہے، یہی وہ صحابہ کرام ہیں جنھوں نے جہاد، اخلاق عقائد اور ایمان کے ذریعہ ملکوں کو فتح کیا، بندوں کو بندوں کی عبادت سے نکال کر عبادت الٰہی پر لگا دیا، محرف ادیان کے ظلم وزیادتی سے چھٹکارا دلا کر اسلامی عدل وانصاف سے نوازا، بغیر دین کی جانب رجوع کئے مسلمانوں کی عزّت کا کوئی تصور ہی نہیں۔

س۱۵:- کیا ہمیں دور جدید کے افکار، تصوف کی راہوں کو جاننا چاہیے؟

ج۱۵:- ہاں ہمیں جاننا چاہیے، تا کہ ہم ان سے بچ سکیں، دلیل حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ کا درج ذیل قول ہے:

حدیث نبوی:- ''کان الناس یسألون رسول اللہ ﷺ عن الخیر وکنت أسألہ عن الشر مخافة أن یدرکنی فقلت یارسول اللہ اِنا کنا فی جاھلیة وشر فجاء نا اللہ بھذا الخیر ، فھل بعد ھذا الخیر من شر؟ قال نعم ' قلت ! ھل بعد ذلک الشر من خیر؟ قال : نعم وفیہ دخن ، قلت وما دخنہ؟ قال قوم یستنّون بغیر سنتی ' ویھتدون بغیر ھدي ، تعرف منھم وتنکر ، فقلت ھل بعد ذلک الخیر من شر؟ قال نعم دعاة علی أبواب جھنم من أجابھم قذفوہ فیھا ، فقلت : یارسول اللہ صفھم لنا ، قال:قوم من جلدتنا ،ویتکلمون بألسنتنا ، قلت:یارسول اللہ فما تری اِن أدرکنی ذلک؟ قال تلزم جماعة المسلمین واِمامھم ، فقلت فان لم تکن لھم جماعة ولا اِمام ؟ قال فاعتزل تلک الفرق کلھا ، ولو أن تعض علی أصل شجرة حتی یدرکک الموت وأنت علی ذلک''۔

لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خیر کے بارے میں پوچھتے تھے،اور میں شر کے بارے میں پوچھتا تھا تا کہ بچ سکوں، میں نے کہا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہم جاہلیت وشر میں تھے، پھر اللہ نے ہمیں اس خیر سے نوازا، کیا اس خیر کے بعد بھی شر ہے؟ آپ نے فرمایا، ہاں، میں نے کہا، کیا اس شر کے بعد بھی خیر ہے؟ آپ نے فرمایا، ہاں لیکن اس میں اختلاف وفساد ہوگا، میں نے کہا فساد سے کیا مراد ہے؟ آپ نے فرمایا، کچھ لوگ ہمارے راستے اور طریقے کو چھوڑ کر دوسرا راستہ اور طریقہ اپنائیں گے، وہ بھلائی بھی کریں گے برائی بھی ، میں نے کہا، کیا اس خیر کے بعد بھی شر ہوگا ؟ آپ نے فرمایا، ہاں جہنم کے سرے پر کچھ داعی ہوں گے، جو ان کی بات سن لے گا اسے جہنم میں پھینک دیں گے، میں نے کہا، اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ان کے کچھ اوصاف بیان کیجئے، آپ نے فرمایا، وہ ہمیں لوگوں میں سے ہوں گے، ہماری ہی زبان بولیں گے، میں نے کہا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اگر میں اُس زمانے میں رہوں تو آپ کا خیال ہے،آپ نے فرمایا، لازمی طور پر مسلمانوں کی جماعت اور امام کے ساتھ رہنا، میں نے کہا اگر ان کی کوئی جماعت اور امام نہ ہو تو، آپ نے فرمایا کہ تم ان تمام فرقوں س ٔعلیحدہ رہنا، یہاں تک کہ کسی درخت کی جڑ پر منہ کے بل پڑے پڑے تمہاری موت ہی کیوں نہ آجائے ۔(مسلم)

حدیث کے فوائد

اس سے پتہ چلتا ہے کہ شر کے داعی اپنی زندگی ،سلوک اور حکومت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت وعادت کو اسوہ نہیں بناتے ، عادات واطوار اور لباس میں آپ کے بتائے ہوئے اصولوں پر عمل نہیں کرتے مسلمانوں کو ایسے لوگوں سے بچنا چاہئے۔

دعوت اور کتابوں میں مشغول رہنے کے فوائد

س ۱۶:- دعوت دینے اور کتابوں کی نشر واشاعت کرنے کا کیا فائدہ جبکہ مسلمان ذبح کئے جا رہے ہیں؟

ج ۱۶:- ہر مسلمان اسلام کے کسی نہ کسی سرحد پر لگا ہوا ہے، بعض مسلمان جہاد وقتال میں ماہر ہیں، بعض بذریعہ زبان جہاد کرتے ہیں، بعض

جہاد کے لیے مال ودولت خرچ کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاد کی ان تمام قسموں کی جانب اشارہ کیا ہے۔

حدیث نبوی:- جاهدوا المشركين بأموالكم وأنفسكم وألسنتكم . (صحیح ابو داؤد)

مشرکین سے، جان ومال اور زبان سب کے ذریعہ جہاد کرو، بنابریں حضرت حسان رضی اللہ عنہ اسلام کا دفاع تلوار کے بجائے اپنی زبان وشعر سے کرتے تھے۔

کسی مسلمان کو اس میں شک نہیں کہ مسلمانوں پر مختلف آلات جنگ کے ذریعہ حسب استطاعت جہاد واجب ہے، مضامین اور کتابوں کے ذریعہ جہاد کے لیے مسلمانوں کی ہمت افزائی بھی جہاد کے لوازمات میں سے ہے۔ نیز کتاب وسنت پر مبنی کتابوں کی نشر واشاعت کے ذریعہ، اس دین سے، عقائد وعبادات اور معاملات کی تمام بدعات وخرافات کا صفایا کیا جاسکتا ہے۔ اور یہ بہت اہم چیز ہے۔ کتابوں کی نشر واشاعت آج کے اہم ترین ذرائع ابلاغ میں سے ہے، اس سے خرافات کا صفایا، اور ایسے نوجوانوں کی تربیت ہوسکتی ہے، جو اسلامی عقائد، عبادات فرمانروائی، جہاد وجاں نثاری، اخلاق وسلوک وغیرہ کو مانتے ہوں۔

س ۱۷:- اللہ تعالیٰ نے فتنے کو قتل سے زیادہ سخت کیوں قرار دیا ہے، کیوں؟

ج:- دین کی صحت، حسن اخلاق، عقل وعقیدے کی شرک سے پاکیزگی ہی میں انسان کی حقیقی زندگی مضمر ہے۔ اس کا دینی فتنہ، شرک کے ذریعہ اخلاق وعقیدے کی خرابی حقیقت میں روحانی قتل اور عقل کی بربادی ہے اور روحانی قتل جسمانی قتل سے سخت ہے۔

فرمان الٰہی:- وَالفِتۡنَةُ أَشَدُّ مِنَ القَتۡلِ .

اور کفر (فتنہ) قتل سے سخت ہے۔ (بقرہ:۱۹۱)

والفتنة أكبر من القتل . اور فتنہ (دین کی خرابی) قتل سے بھی بڑھ کر ہے۔ (بقرہ:۲۱۷)

س ۱۸:- کیا اسلام سے انحراف کرنے والوں کی تعریف کی جاسکتی ہے؟

ج ۱۸:- ان کی تعریف نہیں کی جاسکتی، اس لیے کہ ملت ابراہیمی اور شریعت محمدیہ سے دور لوگوں کو ہی اللہ تعالیٰ نے بیوقوف قرار دیا ہے۔

فرمان الٰہی:- وَمَنۡ يَرۡغَبُ عَن مِّلَّةِ اِبۡرَاهِيۡمَ اِلَّا مَنۡ سَفِهَ نَفۡسَهُ .

آسمانی کتابوں سے مستفید نہ ہونے والوں کی تشبیہ اللہ تعالیٰ نے گدھوں سے دی ہے۔

فرمان الٰہی:- مَثَلُ الَّذِيۡنَ حُمِّلُوا التَّوۡرٰةَ ثُمَّ لَمۡ يَحۡمِلُوۡهَا كَمَثَلِ الحِمَارِ يَحۡمِلُ أَسۡفَارًا .

اور اللہ کی آیات کو چھوڑنے والوں کی تشبیہ کتے سے دی ہے۔

فرمان الٰہی:- وَاتۡلُ عَلَيۡهِمۡ نَبَأَ الَّذِيٓ ءَاتَيۡنٰهُ ءَايٰتِنَا فَانۡسَلَخَ مِنۡهَا فَأَتۡبَعَهُ الشَّيۡطٰنُ فَكَانَ مِنَ الغَاوِيۡنَ ، وَلَوۡ شِئۡنَا لَرَفَعۡنٰهُ بِهَا وَلٰكِنَّهُ أَخۡلَدَ اِلَى الۡأَرۡضِ وَاتَّبَعَ هَوٰاهُ فَمَثَلُهُ كَمَثَلِ الۡكَلۡبِ اِن تَحۡمِلۡ عَلَيۡهِ يَلۡهَثۡ أَوۡ تَتۡرُكۡهُ يَلۡهَث ذٰلِكَ مَثَلُ الۡقَوۡمِ الَّذِيۡنَ كَذَّبُوا بِـَٔايٰتِنَا فَاقۡصُصِ القَصَصَ لَعَلَّهُمۡ يَتَفَكَّرُوۡنَ . (الاعراف:۱۷۵-۱۷۶)

جن کے طور وطریقے کو اللہ نے برا قرار دیا، ان کی جو بھی تعریف کرے وہ اللہ کی حدود کو تجاوز کرنے والا ہوگا۔ اسلامی تعلیمات سے

انحراف، اور اسلامی حدود کا انکار کرنے والے نیز شریعت الٰہیہ کو چھوڑ کر دوسری شریعت کے ماننے والے کی کسی طرح سے تعریف کرنا جائز نہیں۔

حدیث نبوی:- **لا تقولوا للمنافق سیدنا فانه ان لم یکن سیدکم فقد اسخطتم ربکم. (صحیح – احمد ابو داؤد صحیح الجامع برقم ۶۳۸۳)**

منافق کو اپنا سید مت کہو، اگر اسے اپنا سید مان لو گے تو اپنے رب کو ناراض کر دو گے۔ (ماخوذ از کتاب الاجوبۃ المفیدۃ)

معاشرتی باہمی تعاون تباہ کن مذاہب کا خاتمہ کر دیتا ہے

س۱- باہمی تعاون کے لیے اسلام نے کون کون سے وسائل مہیا کئے ہیں؟

ج۱- اسلام نے بہت سارے وسائل مہیا کئے ہیں، جیسے:

۱۔ مسلمانوں کے حالات کے سدھار، جیسے کہ غریبوں کو زکوۃ دینا۔

۲۔ ان کی معاشرتی زندگی کو ترقی دینا، جیسے کہ مستحقین کو ھبہ وصدقہ دینا۔

۳۔ انہیں باہم متحد کرنا۔

۴۔ ایمان، باہمی تعاون ونصیحت اور محبت کی مضبوط بنیادوں پر ایک دوسرے کے دلوں کو ملانا۔

س۲:- اسلام میں معاشرتی باہمی تعاون کی غرض وغایت کیا ہے؟

ج:- اس کی غرض وغایت ایک ایسا نیک معاشرہ تیار کرنا جو ارتقاء وتقدم کی صلاحیت رکھتا ہو۔ اسلام ہی پہلی شریعت ہے جس نے معاشرہ میں باہمی تعاون کو جنم دیا۔ اسلام اور مسلمانوں نے معاشرتی باہمی تعاون کی مختلف صورتوں پر توجہ دی۔

۱۔ لوگوں کی رہنمائی اور نصیحت کی۔

۲۔ ہر عاجز محتاج کے لیے مال کا معین حصہ مقرر کیا۔

۳۔ ہر باصلاحیت شخص کے لیے ذریعہ معاش مہیا کیا۔

۴۔ مسافروں، عاجزوں اور مریضوں کے لیے گھر تیار کیا۔

۵۔ مسکینوں اور یتیموں کی کفالت کی۔

۶۔ صدقات وزکوۃ لے کر مستحقین پر تقسیم کیا۔ (کتاب ''الاجوبۃ المفیدۃ)

س۳:- فلسطین، لبنان اور افغانستان سے متعلق ہماری کیا ذمہ داریاں ہیں۔

ج:- ان سے متعلق ہماری ذمہ داریاں ہیں کہ ہم ان کے لیے درج ذیل چیزیں مہیا کریں:

۱۔ ضروری مال، ہتھیار، لباس اور غذا سے ہم ان کی مدد کریں۔

۲۔ باصلاحیت داعیوں کو فراہم کرنا، تا کہ مسائل سے نمٹنے اور باہم متحد کرنے میں ان کی مدد کریں، نیز عقیدہ توحید کی وضاحت کریں تا کہ وہ صرف اللہ سے نصرت کے طلب گار رہوں۔

فرمانِ الٰہی:- وَمَا النَّصرُ اِلَّا مِنۡ عِنۡدِ اللّٰہِ العَزِیۡزِ الحَکِیۡمِ . (آل عمران : ۱۲۶)

فتح ونصرت اللہ کی طرف سے ہے جو بڑی قوت والا اور دانا وبینا ہے۔

۳۔ ڈاکٹروں کی فراہمی تا کہ مریضوں اور زخمیوں کے علاج میں مدد کریں۔

۴۔ جنگ کے طریق کار، منصوبہ بندی غرضیکہ جنگ کے تمام شعبوں میں تجربہ کار لوگوں کو مہیا کرنا۔

۵۔ مسلمان صحافیوں کو بھیجنا تا کہ سچی خبریں شائع ہوسکیں۔

۶۔ ان کے ساتھ مل کر جہاد کی رغبت رکھنے والوں کو بھیجنا۔

۷۔ ان کی خبروں کو اہمیت دینا، اور مختلف ذرائع ابلاغ سے نشر ہونے والی خبروں کی تلاش وجستجو کرنا۔

۸۔ اخبار ورسائل اور ذرائع ابلاغ سے مجاہدین کی خبروں کو نشر کرنا۔

۹۔ ان کے خلاف تمام سازشوں کا پردہ چاک کرنا، تا کہ ان سے آگاہ رہ کر انہیں ناکام کیا جا سکے۔

۱۰۔ فلسطین۔ لبنان اور عالم اسلام میں یہودیوں کے خطرات سے آگاہ کرنا۔

۱۱۔ افغانستان میں کمیونزم (اور اب امریکن ازم) کے خطرات نیز مسلمانوں پر عقیدتاً اس کے برے اثرات کو بیان کرنا، اس لیے کہ کمیونزم (امریکہ ازم) میں خالق، معبود اخلاق اور دین نام کی کوئی چیز نہیں۔

مسلمانوں کا اپنے مجاہدین بھائیوں کی نصرت وتائید کے لیے دُعا کرنا۔

اللھم انصر المسلمین فی کل مکان ، ووفقھم للتمسک بدینھم. اے اللہ تو ہر جگہ مجاہد مسلمانوں کی مدد فرما، اور انہیں دین کے پابند ہونے کی توفیق عطا فرما۔

شرک اصغر

س۱:- شرک اصغر کسے کہتے ہیں؟

ج:- شرک اصغر ریا کاری ونمائش کا نام ہے۔

فرمانِ الٰہی:- فَمَنۡ کَانَ یَرۡجُوا لِقَآءَ رَبِّہٖ فَلۡیَعۡمَلۡ عَمَلًا صٰلِحًا وَّلَا یُشۡرِکۡ بِعِبَادَۃِ رَبِّہٖۤ اَحَدًا . (الکھف)

پس جو کوئی اپنے رب کی ملاقات کا امیدوار ہو اسے چاہیئے کہ صالح عمل کرے، اور بندگی میں اپنے رب کے ساتھ کسی اور کو شریک نہ کرے۔ وقال ﷺ : ان أخوف ما أخاف علیکم الشرک الأصغر الریاء . تمہارے سلسلے میں مجھے سب سے زیادہ خوف

شرک اصغر یعنی ریا کاری سے ہے یہ بھی شرک اصغر ہے کہ آدمی یوں کہے ''اگر اللہ تعالیٰ اور فلاں نہ ہوتا تو ایسا ہوتا، جو اللہ تعالیٰ اور آپ چاہیں ،اگر کتا نہ ہوتا تو چور آ جاتا،

حدیث نبوی:- لا تقولوا ماشاء الله ، وشاء فلان ، ولکن قولوا !ماشاء الله ثم شاء فلان .(صحیح . مسند احمد)

یوں نہ کہوں کہ جس طرح اللہ اور فلاں چاہے گا، بلکہ اس طرح کہو، کہ پہلے جو اللہ کو منظور ہوگا، پھر جو فلاں چاہے۔

س۲:- کیا غیر اللہ کی قسم کھانا جائز ہے؟

ج۲:- غیر اللہ کی قسم کھانا درست نہیں۔ بدلیل:

فرمان الٰہی:- قُلْ بَلٰی وَرَبِّی لَتُبْعَثُنَّ. (سورہ تغابن :۷)

کہہ دیجئے کیوں نہیں میرے رب کی قسم تم ضرور اٹھائے جاؤ گے۔

حدیث نبوی:- من حلف حالفا فلیحلف بالله أو لیصمت . (بخاری ومسلم)

جس کو قسم کھانی ہو وہ صرف اللہ کی قسم کھائے یا خاموش رہے۔

بسا اوقات انبیاء واولیاء کی قسمیں کھانا شرک اکبر میں شمار ہوتا ہے جب قسم کھانے والا یہ عقیدہ رکھے، کہ ولی کو ضرر رسانی کا تصرف حاصل ہے۔

س۳:- کیا ہم شفاء کے لیے چھلّہ اور دھاگا پہن سکتے ہیں؟

ج۳:- یہ بالکل درست نہیں، بدلیل:

فرمان الٰہی:- وَاِن یَمْسَسْکَ اللهُ بِضُرٍّ فَلَا کَاشِفَ لَهُ اِلَّا هُوَ .(انعام :۱۷)

اور اگر اللہ تعالیٰ تمہیں کسی قسم کا نقصان پہنچائے تو کوئی نہیں جو تمہیں اس نقصان سے بچا سکے۔ دلیل

حدیث نبوی:- عن حذیفة أنه رأی رجلا فی یده خیط من الحمی فقطعه وتلا قول الله تعالیٰ :

وَمَا یُؤْمِنُ أَکْثَرُهُمْ بِاللهِ اِلَّا وَهُمْ مُشْرِکُوْنَ . حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے مروی ہے کہ انہوں نے ایک ایسے شخص کو دیکھا جس نے بخار سے نجات کے لیے ہاتھ میں دھاگہ پہن رکھا تھا، تو اسے کاٹ کر اس آیت کو پڑھا۔

س۴:- کیا نظر بد سے بچنے کے لیے گھونگا یا کوڑی گردن میں لٹکا سکتے ہیں؟

ج۴:- ایسا نہیں کر سکتے۔ بدلیل:

فرمان الٰہی:- وَاِن یَمْسَسْکَ اللهُ بِضُرٍّ فَلَا کَاشِفَ لَهُ اِلَّا هُوَ .(انعام :۱۷)

اور اگر اللہ تجھے کسی مصیبت میں ڈالے تو کوئی نہیں جو اس مصیبت کو ٹال سکے۔

حدیث نبوی:- من علق تمیمة فقد أشرک . (صحیح . مسند احمد)

جس نے تمیمہ لٹکایا اس نے شرک کیا۔

نوٹ:- تمیمہ اس گھونگے یا کوڑی یا تعویذ کو کہتے ہیں جو نظر بد سے بچنے کے لیے لٹکایا جاتا ہے۔

وسیلہ اور طلب شفاعت

س ا:- اللہ کی جانب کس چیز کو وسیلہ بنایا جاسکتا ہے؟

ج:- وسیلے کی دو قسمیں ہیں:

الف: وسیلہ جائز ، ب: وسیلہ ممنوع.

وسیلہ جائز یہ ہے کہ اللہ کے نام اور اس کی صفات کا واسطہ دے کر اللہ سے دعا کریں، یا اپنے نیک اعمال کو بطور وسیلہ استعمال کریں، یا زندہ نیک انسان سے دعا کرائیں۔

فرمان الٰہی:- وَلِلّٰهِ الأَسْمَاءُ الحُسْنىٰ فَادْعُوْهُ بِهَا . (الاعراف:۱۸۰)

اور اللہ کے تمام نام ہی اچھے ہیں تو اسے اچھے ہی ناموں سے پکارو

فرمان الٰہی:- يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللهَ وَابْتَغُوا اِلَيْهِ الوَسِيلَةَ . (مائدہ:۳۵)

ایمان والو: اللہ سے ڈرو اور اس کی جناب میں باریابی کا وسیلہ تلاش کرو۔(ابن کثیر قتادہ سے نقل کرتے ہیں کہ اللہ کی اطاعت اور پسندیدہ عمل کے ذریعہ اللہ کا قرب حاصل کرو)۔

حدیث نبوی:- أسالک بکل اسم هو لک سمیت به نفسک . (صحیح - احمد)

اے اللہ! میں تیرے ہر نام کے وسیلہ سے تجھ سے مانگتا ہوں۔

ایک صحابی نے جنت میں آپ کے ساتھ رہنے کا سوال کیا تو آپ نے فرمایا: أَعِنّي عَلىٰ نفسکَ بکثرة السُّجود. (مسلم)

اپنے بارے میں کثرت سجدہ (یعنی نماز) سے میرا تعاون کرو (اور یہ عمل صالح ہے) اسی طرح غار والوں کا قصہ مشہور ہے، کہ انہوں نے اپنے اعمال کو وسیلہ بنا کر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی تو انہیں نجات دی گئی، اسی طرح حبّ الٰہی وحبّ نبوی اور اولیاء سے محبت کو بطور وسیلہ استعمال کر سکتے ہیں اس لیے یہ محبتیں اعمال صالحہ میں سے ہیں۔ مثلاً ہم کہیں:

اللهم بحبک لرسولک واؤلیائک انصرنا وبحبنا لرسولک وأولیائک اشفنا.

اے اللہ! اپنے رسول اور محبوب بندوں سے اپنی محبت کے وسیلے سے ہماری مدد فرما، اور تیرے رسول اور محبوب بندوں سے ہماری محبت کے وسیلہ سے ہمیں شفا دے۔

ممنوع وسیلہ: جیسے:

مُردوں کو پکارنا، انہیں حاجت روا سمجھنا (جیسا کہ آج کل ہو رہا ہے) اور یہ شرک اکبر کی قسم سے ہے۔ بدلیل:

فرمانِ الٰہی:- وَلَا تَدۡعُ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ مَـالَا یَـنۡـفَـعُـکَ وَلَا یَـضُـرُّکَ فَـاِنۡ فَـعَـلۡـتَ فَـاِنَّکَ اِذًا مِنَ الظّٰـالِمِیۡنَ . (یونس: ۱۰۶)

اور اللہ کو چھوڑ کر کسی ایسی ہستی کو نہ پکار جو تجھے نہ فائدہ پہنچا سکتی ہے نہ نقصان، اگر تو ایسا کرے گا تو ظالموں میں سے ہوگا: (یعنی مشرکین میں سے ہوگا)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام و جاہ کو وسیلہ بنانا مثلاً یہ کہنا، اے اللہ! مجھے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے جاہ سے شفا دے، بدعت ہے ،اس لیے صحابہ کرام نے ایسا نہیں کیا، بلکہ عمر رضی اللہ عنہ نے بحالت حیات حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی دعا کو وسیلہ بنایا، وفات کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وسیلہ نہیں بنایا، بعض اوقات اس طرح کا وسیلہ انسان کو شرک تک پہونچا دیتا ہے اور یہ ایسی صورت میں ہوگا جب یہ اعتقاد رکھا جائے کہ اللہ تعالیٰ بھی افسران بالا اور حکام دنیا کے مانند کسی انسان کے واسطہ کا محتاج ہے، کیونکہ ایسا کرنے سے خالق کی مخلوق سے تشبیہ لازم آتی ہے (جو شرک ہے)

س۲:- کیا دُعا کے لیے کسی انسان کا واسطہ ضروری ہے؟

ج:- ہرگز نہیں دُعا کسی انسان کے واسطہ کی محتاج نہیں، (بلکہ براہ راست اللہ تعالیٰ سے دعا مانگنی چاہیے) بدلیل:

فرمانِ الٰہی:- وَاِذَا سَأَلَکَ عِبَادِیۡ عَنِّیۡ فَاِنِّیۡ قَرِیۡبٌ . (بقرہ: ۱۸۶)

اے نبی: میرے بندے اگر تم سے میرے متعلق پوچھیں تو انہیں بتا دو کہ میں ان سے قریب ہی ہوں۔

حدیث نبوی:- انکم تدعون سمیعًا قریبًا وھو معکم . (مسلم)

بلاشبہ تم ایک ایسی ہی ہستی کو پکارتے ہو جو سننے والی ہے، نیز قریب اور تمہارے ساتھ ہے۔

س۳:- کیا زندہ سے دعا کرائی جا سکتی ہے؟

ج:- ہاں کرائی جا سکتی ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو (جب آپ بقید حیات تھے) مخاطب کر کے فرماتا ہے:

فرمانِ الٰہی:- وَاسۡتَغۡفِرۡ لِذَنۡبِکَ وَلِلۡمُؤۡمِنِیۡنَ وَالۡمُؤۡمِنَاتِ . (محمد: ۱۹)

اور معافی مانگو اپنے قصور کے لیے بھی اور مومن مردوں اور عورتوں کے لیے بھی۔

حدیث نبوی:- أن رجلا ضریر البصر أتی النبی ﷺ فقال : ادع اللہ أن یعافینی قال : اِن شئت دعوتُ لک وان شئت صبرت فھو خیر لک. (صحیح – ترمذی)

ایک نابینا شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا: اللہ سے دعا کیجئے کہ وہ مجھے شفا دیدے، آپ نے فرمایا اگر تم چاہو تو میں دعا کر دیتا ہوں اور صبر کر جاؤ تو بہتر ہے۔

س۴:- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کون سا واسطہ ہے؟

ج۴:- آپ کا واسطہ ''دعوت وتبلیغ'' ہے(یعنی آپ دعوت الٰہی کا ذریعہ ہیں) بدلیل:

فرمانِ الٰہی:- يَا أَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ . (مائدہ:٦٧)

اے پیغمبر: جو کچھ تمہارے رب کی طرف سے تم پر نازل کیا گیا ہے وہ لوگوں تک پہنچادو، بدلیل:

حدیث نبوی:- آپ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے پوچھا کیا میں نے اللہ کا پیغام پہونچا دیا ہے، تو صحابہ کرام نے بیک زبان ہوکر کہا نشهد أنک قد بلغت ہم آپ کے متعلق اللہ کا پیغام دینے کی گواہی دیتے ہیں، اس کے بعد آپ نے فرمایا اللهم اشهد اے اللہ گواہ رہنا۔(مسلم)

س۵:- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت ہم کس طرح طلب کریں؟

ج۵:- ہمیں آپ کی شفاعت اللہ تعالیٰ سے طلب کرنی چاہئے۔ بدلیل:

فرمانِ الٰہی:- قُلْ لِلّٰهِ الشَّفَاعَةُ جَمِيْعًا .(سورہ زمر:۴۴) کہو شفاعت ساری کی ساری اللہ کے اختیار میں ہے۔

حدیث نبوی:- آپ نے ایک صحابی کو دُعا کے لیے یہ کہنے کی تعلیم دی تھی، اَللّٰهُمَّ شَفِّعْهُ فِيَّ میرے متعلق نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت قبول فرما۔ (ترمذی نے روایت کیا اور حسن صحیح کہا)

حدیث نبوی:- انی اختبأت دعوتی شفاعة القيامة مَن مات من أمتی لا يشرک بالله شيئًا . (مسلم)

میں اپنی دعاء مستجاب کو قیامت کے دن امت کے ہر اس فرد بشر کی شفاعت کے لیے رکھ چھوڑی ہے جو اللہ کے ساتھ شرک نہ کرنے کی حالت میں مرا ہوگا۔

س٦:- کیا زندہ سے سفارش کرائی جاسکتی ہے؟

ج٦:- دنیوی امور میں زندوں سے سفارش کرائی جاسکتی ہے بدلیل:

مَنْ يَشْفَعْ شَفَاعَةً حَسَنَةً يَكُنْ لَهُ نَصِيبٌ مِنْهَا ، وَمَنْ يَشْفَعْ شَفَاعَةً سَيِّئَةً يَكُنْ لَهُ كِفْلٌ مِنْهَا .(سورۂ نساء)

جو بھلائی کی سفارش کرے گا وہ اس میں سے حصہ پائے گا، اور جو برائی کی سفارش کرے گا وہ اس میں حصہ پائے گا۔ دلیل:

حدیث نبوی:- اشفعوا تؤجروا .(صحیح ابو داؤد) سفارش کیا کرو، اجر سے نوازے جاؤ گے۔

س٧:- نعت رسول میں مبالغہ آمیزی کا کیا حکم ہے؟

ج:- مبالغہ آمیزی وغلو ہرگز جائز نہیں۔ بدلیل:

فرمانِ الٰہی:- قُلْ إِنَّمَآ أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوحَىٰٓ إِلَيَّ أَنَّمَآ إِلَـٰهُكُمْ إِلَـٰهٌ وَاحِدٌ . (الکہف:١١٠)

اے محمد: کہو میں تو تمہیں جیسا ایک انسان ہوں، میری طرف وحی کی جاتی ہے کہ تمہارا معبود صرف ایک ہی معبود ہے۔

حدیث نبوی:- لا تطرونی كما أطرت النصارى عيسى بن مريم فانما أنا عبدٌ فقولوا عبدا الله ورسوله.

مجھے میرے مقام سے مت بڑھاؤ جیسا کہ نصاریٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ان کے مقام سے ہٹادیا، میں صرف بندہ ہوں،

اور مجھے اللہ کا بندہ اور اس کا رسول کہا کرو۔

س۸:- سب سے پہلے اللہ نے کسے پیدا کیا؟

ج:- انسانوں میں سب سے پہلے آدم علیہ السلام کو، چیزوں میں پانی کو، عرش کو پھر قلم کو۔ بدلیل:

فرمان الٰہی:- اِذْ قَالَ رَبُّکَ لِلْمَلَائِکَةِ اِنِّی خَالِقٌ بَشَرًا مِنْ طِیْنٍ .(ص: ۷۱) جب تیرے رب نے فرشتوں سے کہا میں مٹی سے ایک بشر بنانے والا ہوں۔ ودلیل:

حدیث نبوی:- کلکم بنو آدم وآدم خلق من تراب .(بزار وصححه الالبانی) تم سب آدم علیہ السلام کی اولاد ہو اور آدم علیہ السلام کی تخلیق مٹی سے ہے۔ ودلیل:

حدیث نبوی:- اِنّ أول ما خلق الله القلم .(ابوداؤد ،ترمذی،قال حسن صحیح) پہلے پہل اللہ نے قلم کو پیدا کیا (یعنی پانی اور عرش کے بعد)

اور یہ حدیث "أول ما خلق الله نور نبیک یا جابر "(یعنی اے جابر اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کو پیدا کیا) سراسر جھوٹی اور موضوع ہے، کتاب وسنت، عقل ونقل کسی سے بھی نہیں میل کھاتی، علامہ سیوطیؒ نے کہا کہ اس کی کوئی سند ہی نہیں، غماری نے کہا موضوع ہے، ناصرالدین الالبانیؒ نے کہا، باطل ہے، جو یہ کہے کہ اللہ تعالیٰ تمام چیزوں کو اپنے نور یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نور سے پیدا کیا ہے، وہ سراسر قرآن کو جھٹلا رہا ہے، قرآن تو اس بات کی صراحت کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو مٹی سے اور شیطان کو آگ سے پیدا کیا ہے۔

جہاد، دوستی اور حکومت

س۱:- جہاد کسے کہتے ہیں، اس کی غرض وغایت اور اقسام کیا ہیں؟

ج۱:- جہاد دین کی سربلند و مضبوط چوٹی ہے، صاحبِ استطاعت پر واجب ہے، صاحب استطاعت ہوتے ہوئے جو اس سے کترائے اس کا دین خطرے میں ہے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ وغیرہ نے ذکر کیا ہے کہ جہاد کا حکم حسب استطاعت بدلتا رہتا ہے، قطع تعلقی اور جہاد سے کنارہ کشی پر مشتمل مکی آیتیں مسلمانوں کی کمزور حالت میں نازل ہوئیں جب کہ قتال وجہاد پر مشتمل مدنی آیتیں ایسی حالت میں نازل ہوئیں جب مسلمان قوی ہو چکے تھے، یعنی تدریجی اسلوب اپنایا گیا تاکہ مسلمانوں کا تشخص ہی نہ ختم ہو جائے۔

اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ ومدینہ دونوں جگہ جہاد کا حکم دیا۔ مکہ میں درج ذیل آیتیں نازل کیں:

فرمان الٰہی:- وَجَاهِدْهُم بِهِ جِهَادًا كَبِيرًا . (سورہ فرقان:۵۲)

اور اس قرآن کو لے کر ان کے ساتھ زبردست جہاد کرو،

فرمان الٰہی:- وَلَمَنِ انتَصَرَ بَعدَ ظُلْمِهِ فَأُوْلَـئِکَ مَا عَلَيْهِم مِنْ سَبِيلٍ . (شوریٰ: ۴۱)

اور جو لوگ ظلم ہونے کے بعد بدلہ لیں ان کو ملامت نہیں کی جا سکتی۔

مذکورہ بیان کی روشنی میں جہاد کی چار قسمیں ہو سکتی ہیں:

۱۔ جہاد شیطان ۲۔ جہاد نفس

۳۔ جہاد کفار ۴۔ جہاد منافقین (کتاب الاجوبۃ المفیدۃ سے ماخوذ)

س۲:- اللہ تعالیٰ نے جہاد کیوں مشروع قرار دیا؟

ج۲:- اس کے بہت سے مقاصد ہیں مثلاً:

۱۔ شرک اور مشرکین سے نمٹنا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ شرک کو قبول ہی نہیں کرتا۔

۲۔ دعوت الی اللہ کی راہ کی تمام رکاوٹوں کو ختم کر دینا۔

۳۔ عقیدۂ اسلامیہ کو پیش آنے والے تمام خطرات سے محفوظ رکھنا۔

۴۔ مسلمان اور ان کے وطنوں کا دفاع۔ (کتاب الاجوبۃ المفیدہ سے ماخوذ)

س۳:- جہاد فی سبیل اللہ کا کیا حکم ہے؟

ج:- حسب استطاعت، جان و مال اور زبان سے جہاد کرنا واجب ہے۔

فرمان الٰہی:- انفِرُوا خِفَافًا وَثِقَالًا وَجَـٰهِدُوا بِأَمْوَٰلِكُمْ وَأَنفُسِكُمْ فِي سَبِيلِ اللهِ .

نکلو: خواہ ہلکے ہو یا بوجھل اور اللہ کی راہ میں اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے جہاد کرو۔

مشرکین سے اپنی مال و جان اور زبان سے جہاد کرتے رہو۔ (صحیح ابوداؤد)

س۴:- ولاء کسے کہتے ہیں؟

ج۴:- ولاء موحد مومنوں کے باہمی تعاون اور محبت کا نام ہے۔

فرمان الٰہی:- وَالْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ .

مومن مرد اور مومن عورتیں یہ سب ایک دوسرے کے رفیق ہیں۔ (توبہ:۷۱)

حدیث نبوی:- المؤمن للمؤمن کالبنیان یشد بعضه بعضا . (مسلم)

ایک مومن دوسرے کے لیے سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی طرح ہے جس کا ایک حصہ دوسرے کے لیے مضبوطی کا باعث ہے۔

س۵:- کیا کفار سے دوستی کرنا اور ان کی مدد کرنا جائز ہے؟

ج۵:- ہرگز نہیں، بدلیل:

فرمان الٰہی:- وَمَنْ يَتَوَلَّهُم مِّنكُمْ فَإِنَّهُ مِنْهُمْ . (المائدہ: ۵۱)

اگر تم میں سے کوئی انہیں اپنا دوست بناتا ہے تو اس کا شمار انہیں میں سے ہوگا۔ ودلیل:

حدیث نبوی:- انّ آل فلانٍ لیسوا بأولیاء . (بخاری ومسلم)

فلاں قبیلے سے میرے تعلقات نہیں ہیں (اس عدم تعلق کا سبب ان کا کفر تھا)

س۶:- مسلمان کس چیز کو فیصل بنائیں؟

ج۶:- مسلمان کتاب وسنت صحیحہ کو فیصل بنائیں، بدلیل:

فرمان الٰہی:- وَأَنِ احْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَآ أَنْزَلَ اللهُ . (مائدہ: ۴۹)

پس اے نبی : تم اللہ کے نازل کردہ قانون کے مطابق ان لوگوں کے معاملات کا فیصلہ کرو۔ ودلیل:

حدیث نبوی:- أما بعد، ألا أيها الناس فانما بشر يوشک ان ياتى رسول ربى فأجيب وأنا تارک فيکم ثقلين ، أولهما کتاب الله ، فيه الهدىٰ والنور ،فخذوا کتاب الله واستمسکوا به ، فحث علىٰ کتاب الله ورغب فيه ثم قال : وأهل بيتى . (مسلم)

لوگو! میں ایک انسان ہو قریب ہے کہ میرے رب کا فرستادہ فرشتہ موت کا پیغام لے کر پہونچے، اور میں اس پر لبیک کہوں، میں تمہارے مابین دو چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں، پہلی کتاب اللہ ہے جسمیں ہدایت وروشنی ہے، پس کتاب اللہ کو تھام لو اور اس پر جمے رہو آپ نے کتاب اللہ کی ترغیب دے کر فرمایا ''واھل بیتی''، یعنی اہل بیت کی رعایت کا حکم۔ ودلیل:

حدیث نبوی:- ترکت فيکم أمرين لن تضلوا ما تمسکم بهما ، کتاب الله وسنة رسوله. (مالک فی الموطا صححه الالبانی فی صحيح الجامع الصغير)

میں تم میں دو ایسی چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں، جن پر عمل کرتے ہوئے تم گمراہ نہیں ہو سکتے، اور وہ کتاب اللہ اور سنت رسول ہیں۔

کتاب وسنت پر عمل

س۱:- اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کو کیوں نازل فرمایا؟

ج۱:- تاکہ اس کی تعلیمات پر عمل کیا جائے۔ بدلیل:

فرمان الٰہی:- اتَّبِعُوْا مَا أُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِنْ رَبِّكُمْ . (اعراف: ۳)

لوگو! جو کچھ تمہارے رب کی طرف سے تمہاری طرف نازل کیا گیا ہے اس کی پیروی کرو۔ ودلیل:

حدیث نبوی:- اقرأوا القرآن واعملوا به ولا تأکلوا به. (صحيح ،احمد)

قرآن پڑھو اور اس پر عمل کرو، اور اسے ذریعہ معاش نہ بناؤ۔

س۲:- لوگوں کے لیے قرآن نے سب سے اہم کون سی چیز کو بیان کیا ہے؟

ج۲:- قرآن کی بیان کروہ سب سے اہم چیز خالقِ کائنات کی معرفت ہے، (جونعمتوں سے نوازتا ہے، تن تنہا عبادت کا مستحق ہے) نیز ان مشرکین کی تردید ہے، جو اپنے اولیاء کے بت بنا کر انہیں پکارتے تھے۔

فرمانِ الٰہی:- قُلْ اِنَّمَا اَدْعُوا رَبِّی وَلَا اُشْرِکُ بِهٖ أَحَدًا ۔ (جن: ۲۰)

اے نبی: کہو کہ ''میں تو اپنے رب کو پکارتا ہوں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتا''۔

س۳:- تلاوت قرآن کی غرض وغایت کیا ہے؟

ج۳:- ہم قرآن کی تلاوت اس لیے کرتے ہیں تا کہ اسے سمجھیں، اس میں غور وفکر کریں، اور اس پر عمل کریں۔ بدلیل:

فرمانِ الٰہی:- کِتَـٰبٌ أَنْزَلْنَـٰهُ مُبَـٰرَکٌ لِّیَدَّبَّرُوٓا ءَایَـٰتِهٖ وَلِیَتَذَکَّرَ أُوْلُوا الْأَلْبَـٰبِ ۔ (سورۃ ص: ۲۹)

یہ ایک بڑی برکت والی کتاب ہے جو (اے نبی) ہم نے تمہاری طرف نازل کی ہے تا کہ یہ لوگ اس کی آیات پر غور کریں اور عقل وفکر رکھنے والے اس سے سبق لیں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مرفوعا وموقوفا ضعیف سند سے مروی ہے لیکن معنی صحیح ہے اور وہ درج ذیل فرمان نبوی ہے۔

ألا انها ستكون فتن قلت وما المخرج منها؟ قال كتاب الله ، فيه نبأما قبلكم وخبر بعدكم وحكم ما بينكم هو الفصل ليس بالهزل ، وهو الذى من تركه من جبار قصمه الله ومن ابتغى الهدى بغيره أضله الله ، فهو حبل الله المتين وهو الذكر الحكيم وهو الصراط الستقيم وهو الذى لاتزيغ به الأهواء ولا تلبس به الألسن ، ولا يشبع منه العلماء ، ولا يخلق عن كثرة الرد ولا تنقضى عجائبه وهو الذى لم ينته الجن اذ سمعته أن قالوا : اِنَّا سَمِعْنَا قُراٰنًا عَجَبًا. (جن: ۱)

(آپ نے فرمایا) خبردار! آگے چل کر بہت سے فتنے کھڑے ہونگے میں نے کہا، ان سے ذریعہ نجات کیا ہوگا، آپ نے فرمایا ، اللہ کی کتاب اس میں متقدمین ومتاخرین کی خبریں ہیں، تمہارے معاملات کے فیصلے ہیں، وہ فیصلہ کن ہے، خلاف حقیقت نہیں، جس جابر وظالم نے اسے چھوڑا، اسے اللہ نے برباد کردیا، جس نے غیر قرآن سے ہدایت چاہی، اسے اللہ تعالیٰ نے گمراہ کردیا، وہ اللہ کی مضبوط رسی ہے، حکمتوں سے پرنصیحت ہے وہی صراط مستقیم ہے، اسی کے ذریعہ خواہشات بہکتیں نہیں، زبانیں بآسانی اسے پڑھ لیتی ہیں، علماء اس سے بیزار نہیں ہوتے، بار بار دہرانے سے پرانی نہیں ہوتی، اس کے عجائبات نہیں ختم ہونگے' وہی ہے جسے سن کر جنات یہ کہنے سے باز نہیں رہے اِنَّـا سَـمِعْنَا قُراٰنًا عَجَبًا. (جن: ۱) ''ہم نے ایک عجیب قرآن سنا ہے، جس نے قرآن کی روشنی میں کوئی بات کہی، سچ کہا، جس نے اس کے ذریعہ فیصلہ کیا، انصاف کیا جس نے اس پر عمل کیا مستحق اجر ہوا جس نے اس کی جانب دعوت دی، صراط مستقیم کو پالیا۔

س۴:- قرآن مجید زندوں کے لیے ہے یا مُردوں کے لیے؟

ج۴:- اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کو مُردوں کے بجائے زندوں کے لیے نازل فرمایا ہے تا کہ اپنی زندگی میں اس پر عمل کریں، اس لیے کہ مُردوں کے اعمال منقطع ہوجاتے ہیں وہ اسے پڑھ نہیں سکتے، نہ عمل کرسکتے ہیں اور اگر ان کے لیے قرآن مجید کی تلاوت کی جائے، تو اس کا

ثواب بھی نہیں ملے گا، ہاں اگر پڑھنے والا مُردے کا لڑکا ہو تو دوسری بات ہے، اس لیے کہ لڑکا باپ کی کوشش کا نتیجہ ہوتا ہے۔

قرآن مجید کے بارے میں فرمان الٰہی ہے:

لِّيُنْذِرَ مَنْ كَانَ حَيًّا وَ يَحِقَّ الْقَوْلُ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ . (يٰسٓ)

تاکہ وہ ہر اس شخص کو خبردار کردے جو زندہ ہو اور انکار کرنے والوں پر حجت قائم ہو جائے بدلیل:

فرمان الٰہی:- وَأَنَّ لَيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى . (نجم : ۳۹)

اور یہ کہ انسان کیلئے کچھ نہیں ہے، مگر وہ جس کی اس نے کوشش کی ہے امام شافعی رحمہ اللہ نے اس آیات سے یہ مسئلہ استنباط کیا ہے کہ مردوں کو قرآن خوانی کا ثواب نہیں ملے گا، اس لیے کہ وہ نہ تو ان کا عمل ہے اور نہ ہی ان کی کمائی۔ دلیل:

حدیث نبوی:- اِذا مات الانسان انقطع عمله الا من ثلاث صدقة جارية أو علم ينتفع به أو ولد صالح يدعو له .

جب انسان مرجاتا ہے تو تین چیزوں کو چھوڑ کر اس کے اعمال کا سلسلہ ختم ہو جاتا ہے۔ صدقہ جاریہ یا نفع بخش علم یا نیک لڑکا جو باپ کیلئے دعاء کرے۔ (مسلم)

رہی میت کیلئے دعاء اور صدقہ کرنے کی بات، تو ان کا ثواب میّت کو پہونچے گا، جیسا کہ صاحب شریعت نے آیات واحادیث کے ذریعہ اس کی صراحت کردی ہے۔

س۵:- صحیح حدیث پر عمل کرنے کی کیا حیثیت ہے؟

ج۵:- صحیح حدیث پر عمل کرنا واجب ہے۔ بدلیل:

فرمان الٰہی:- وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا . (حشر:۷)

اور جو چیز رسول تمہیں دے دیں اُسے لے لو، اور جس چیز سے روک دیں اُس سے رک جاؤ۔

حدیث نبوی:- عليكم بسنّتي وسنّة الخلفاء الراشدين المهدين تمسكوا بها . (احمد)

میرے طریقے کو لازم پکڑلو، اور ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کے طریق کار کو مضبوطی سے تھام لو، (بشرطیکہ سنت نبوی کے خلاف نہ ہو

س:- کیا قرآن کریم کو کافی سمجھتے ہوئے حدیث پاک کو نظر انداز کیا جاسکتا ہے؟

ج:- ہرگز نہیں، اس لیے کہ حدیث نبوی قرآن کریم کی شارح ہے۔

فرمان الٰہی:- وَأَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ . (سورة النحل)

اور اب یہ ذکر تم پر نازل کیا گیا ہے تاکہ تم لوگوں کے سامنے اس تعلیم کی تشریح وتوضیح کرتے جاؤ، جو ان کے لیے اتاری گئی ہے اور تاکہ لوگ خود بھی غور وفکر کریں۔

حدیث نبوی:- ألا وانّي أوتيت القرآن ومثله معه . (صحيح ابو داؤد)

خبردار! مجھے قرآن دیا گیا ہے، اوراس کے ساتھ اس جیسی اور چیز بھی (حدیث پاک)۔

س۷:- کیا اللہ اوراس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال پر کسی قول کو ترجیح دی جاسکتی ہے۔

ج۷:- ہرگز نہیں!

فرمانِ الٰہی:- یَـٰٓأَیُّهَا الَّذِیْنَ ءَ امَنُوا لَا تُقَدِّمُوا بَیْنَ یَدَیِ اللهِ وَرَسُولِهٖ . (حجرات: ۱)

ایمان والو! اللہ اوراس کے رسول کے آگے پیش قدمی نہ کرو۔

جب اللہ کی نافرمانی ہورہی ہوتو کسی دوسرے کی بات نہ مانی جائے عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول ہے:

أخشى أن تنزل عليكم حجارة من السماء أقول لكم قال رسول الله ﷺ وتقولون قال أبوبكر وعمر .

مجھے خطرہ ہے کہ کہیں تم پر پتھروں کی بارش نہ ہو جائے، کیونکہ میں تمہیں احادیث نبوی کا حوالہ دیتا ہوں، اورتم ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہم کی باتیں پیش کرتے ہو۔ (دارمی)

س۸:- زندگی میں کتاب وسنت کو فیصل بنانے کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

ج۸:- کتاب وسنت کو فیصل بنانا واجب ہے۔

فرمانِ الٰہی:- فَلَا وَرَبِّکَ لَایُؤمِنُونَ حَتّٰی یُحَکِّمُوکَ فِیْمَا شَجَرَ بَیْنَهُمْ ثُمَّ لَا یَجِدُوا فِیٓ أَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَیْتَ وَیُسَلِّمُوا تَسْلِیْمًا . (النساء)

(اے محمد) تمہارے رب کی قسم، یہ کبھی مومن نہیں ہوسکتے، جب تک کہ اپنے باہمی اختلافات میں یہ تم کو فیصلہ کرنے والا نہ مان لیں پھر جو کچھ تم فیصلہ کرو اس پر اپنے دلوں میں کوئی تنگی نہ محسوس کریں، بلکہ سربسر تسلیم کرلیں۔

حدیث نبوی:- وما لم تحكم أئمتهم بكتاب الله ويتخيروا مما أنزل الله الا جعل الله بأسهم بينهم .(ابن ماجة،حسن)

حُکام کا کتاب اللہ کے مطابق فیصلہ نہ کرنا، اور اللہ کے نازل کردہ قوانین میں اپنے اختیارات کو استعمال کرنا باہمی اختلاف ونزاع کا باعث ہے۔

س۹:- باہمی اختلاف ونزاع کا کیا حل ہے؟

ج۹:- ان حالات میں قرآن مجید اور سنت صحیحہ کی طرف رجوع کیا جائے۔

فرمانِ الٰہی:- فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِی شَیْءٍ فَرُدُّوهُ اِلَی اللهِ وَالرَّسُولِ اِنْ کُنْتُمْ تُؤمِنُونَ بِاللهِ وَالْیَوْمِ الآخِرِ ذٰلِکَ خَیْرٌ وَّأَحْسَنُ تَأْوِیْلًا . (نساء: ۵۹)

اگر تمہارے درمیان کسی معاملہ میں نزاع ہو جائے تو اسے اللہ اور رسول کی طرف پھیر دو، اگر تم واقعی اللہ اور روز آخرت پر ایمان رکھتے ہو۔ یہی ایک صحیح طریق کار ہے۔ اور انجام کے اعتبار سے بھی بہتر ہے۔

حدیث نبوی:- **ترکت فیکم أمرین لن تضلوا ما تمسکتم بهما کتاب الله وسنة رسوله. (رواه مالک وصححه الباني في الجامع الصحیح).**

میں تم میں دو چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں جن پر عمل کرتے ہوئے تم ہرگز گمراہ نہ ہوگے، وہ اللہ کی کتاب اور اس کے رسول کی سنت ہیں.

س۱۰:- جو اپنے لیے شرعی امر و نواہی کو لازم نہ سمجھے اس کا کیا حکم ہے؟

ج۱۰:- ایسا سمجھنے والا کافر و مرتد اور خارج از اسلام ہوگا۔ اس لیے کہ بندگی صرف اللہ کے لیے ہے۔ شہادتین کے اقرار کا یہ مفہوم فی الواقع پایا ہی نہیں جا سکتا ہے، جب تک کہ اللہ کی ہمہ جہتی عبادت نہ کی جائے، اس عبادت میں بنیادی عقائد، مراسم عبادت، زندگی کے ہر معاملے میں شریعت الٰہیہ کو حَکَم ماننا اور منہج الٰہی کی تطبیق وغیرہ سب کی سب داخل ہے۔ شریعت الٰہیہ کو چھوڑ کر کسی دوسری چیز کو حلت وحرمت کا معیار بنانا، شرک ہے، جو کسی صورت میں عبادت سے متعلق شرک سے مختلف نہیں۔ (دوسری کی کتاب ''الاجوبۃ المفیدۃ'' سے ماخوذ)

س۱۱:- اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا معیار کیا ہونا چاہئے؟

ج۱۱:- محبت کا معیار ان کی اطاعت اور ان کے احکامات کی پیروی ہے۔

فرمان الٰہی:- **قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِی یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ وَیَغْفِرْ لَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ وَاللّٰہُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ . (آل عمران)**

اے نبی! لوگوں سے کہہ دو کہ اگر تم حقیقت میں اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری پیروی اختیار کرو، اللہ تم سے محبت کرے گا اور تمہاری خطاؤں سے درگذر فرمائے گا، وہ بڑا معاف کرنے والا اور رحیم ہے۔

حدیث نبوی:- **لا یؤمن أحدکم حتی أکون أحب الیه من والده وولده والناس اجمعین . (بخاری ومسلم)**

اس وقت تک کسی کا ایمان مکمل نہیں ہو سکتا۔ جب تک میں اسے اس کے والدین اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔

س۱۲:- اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کے کیا شرائط ہیں؟

ج۱۲:- ان کی محبت کے بہت سارے شرائط ہیں، جیسے:

۱۔ محبوب کی پسندیدہ چیزوں سے موافقت۔

۲۔ اس کی ناپسندیدہ چیزوں کا انکار۔

۳۔ اس کے محبوبوں سے محبت، اس کے دشمنوں سے بغض رکھنا۔

۴۔ اس کے دوستوں سے دوستی، اس کے دشمنوں سے دشمنی۔

۵۔ اس کا تعاون کرنا، اس کے طریق کار پر عمل پیرا ہونا۔

جو بھی ان امور کا پابند نہ ہوگا، وہ اپنی محبت کے دعوے میں جھوٹا ہوگا اس پر شاعر کا یہ شعر صادق آئے گا۔

لو حبک صادقًا لأطعته　　　انّ المحب لمن یحب مطیع

اگرتمہاری محبت سچی ہوتی توتم محبوب کی اطاعت کرتے　اس لیے کہ محبت کرنے والا محبوب کا مطیع ہوتا ہے

س۱۳:- خشوع وخضوع پر مشتمل محبت کس کے لیے ہونی چاہئے؟

ج۱۳:- ایسی محبت صرف اللہ کے لیے ہونی چاہئے۔　بدلیل:

فرمان الٰہی:-　**وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ اَنْدَادًا یُحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰہِ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوا اَشَدُّ حُبًّا لِلّٰہِ .** (بقرہ:۱۶۵)

کچھ لوگ ایسے ہیں جو اللہ کے سوا دوسروں کو اس کا ہمسر اور مد مقابل بناتے ہیں اور ان کے ایسے گرویدہ ہیں، جیسی اللہ کے ساتھ گرویدگی ہونی چاہئے۔حالانکہ ایمان رکھنے والے لوگ سب سے بڑھ کر اللہ کو محبوب رکھتے ہیں۔

بھلی و بری تقدیر پر ایمان

س۱:-　کیا تقدیر سے حجت قائم کرنا درست ہے؟

ج۱:-　مصائب پر تقدیر سے حجت قائم کی جا سکتی ہے۔اس لئے کہ وہ مصائب اللہ ہی کے قضاء وقدر سے واقع ہوا کرتی ہیں۔

فرمان الٰہی:-　**مَآ أَصَابَ مِن مُّصِیبَةٍ اِلَّا بِإِذْنِ اللّٰہِ .**　(تغابن:۱۱)

کوئی مصیبت نہیں آتی مگر اللہ کے حکم سے ہی۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مطلب یہ کہ اللہ کے حکم یعنی اس کے قضاء وقدر سے ہی۔　ودلیل:

حدیث نبوی:-　**احرص علیٰ ما ینفعک واستعن باللہ ولا تعجز فان أصابک شئ فلا تقل لو أنی کذا و کذا ولکن قل قدر اللہ وما شآء فان لو تفتح عمل الشیطان .**　(مسلم)

نفع بخش چیزوں کے خواہاں رہو، اللہ سے مدد طلب کرو اور عاجز مت بنو، اگر کوئی مصیبت آپڑے تو یوں مت کہو کہ اگر میں نے ایسے اور ایسے کیا ہوتا تو ایسا اور ایسا ہوتا، بلکہ یہ کہو اللہ نے ہر چیز مقدر کر رکھی تھی، جو کچھ چاہا کیا، اگر کا استعمال تو شیطانی عمل تک پہونچا دیتا ہے، لیکن گناہوں پر تقدیر سے حجت قائم کرنا تو مشرکین کی عادت ہے، جن کے بارے میں اللہ نے فرمایا:

سَیَقُوْلُ الَّذِیْنَ أَشْرَكُوا لَوْ شَآءَ اللّٰہُ مَآ أَشْرَكْنَا وَلَآ ءَابَآؤُنَا وَلَا حَرَّمْنَا مِنْ شَیْءٍ .　(الانعام:۱۴۸)

یہ لوگ ’’مشرک‘‘ (تمہاری ان باتوں کے جواب میں) ضرور کہیں گے، کہ اگر اللہ چاہتا تو نہ ہم شرک کرتے نہ ہمارے باپ دادا ، اور نہ ہم کسی چیز کو حرام ٹھہراتے۔

اس بارے میں تقدیر سے حجت قائم کرنے والا یا تو جاہل مقلّد ہے یا اسلام دشمن دہریہ، وہ کسی صورت میں یہ برداشت نہیں کرے

گا کہ اس پر یہ کہہ کر کوئی زیادتی کرے کہ یہ اللہ کے قضاء وقدر سے ہے، اس لیے وہ خود اپنے دعوے کی تردید کرنے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے رسولوں کو کتابیں دے کر اس لیے بھیجا تا کہ لوگوں کو سعادت اور شقاوت کی راہ دکھائیں، انسان کو قوت فکر وعقل سے نوازا، ہدایت وگمراہی کی تمیز عطا کی۔

فرمان الٰہی:- اِنَّا هَدَيْنَـٰهُ السَّبِيْلَ اِمَّا شَاكِرًا وَاِمَّا كَفُوْرًا . (انسان:۳)

ہم نے اسے راستہ دکھایا، خواہ شکر کرنے والا بنے یا کفر کرنیوالا۔

فرمان الٰہی:- فَأَلْهَمَهَا فُجُورَهَا وَتَقْوَاهَا ، قَدْ أَفْلَحَ مَنْ زَكَّـٰهَا ، وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسَّهَا . (سورة الشمس)

پھر اس کی بدی اور اس کی پرہیزگاری اس پر الہام کردی، یقیناً فلاح پا گیا وہ جس نے نفس کا تزکیہ کیا، اور نامراد ہوا وہ جس نے اس کو دبادیا۔

اگر انسان نماز چھوڑتا یا شراب پیتا ہے تو اللہ ورسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی نافرمانی کے باعث سزا کا مستحق ہوگا، ایسی صورت میں توبہ کی ضرورت ہوگی، تقدیر کی حجت کچھ بھی مفید نہیں ہوسکتی۔

س۲:- کیا ہم عمل کو چھوڑ کر تقدیر پر بھروسہ کر سکتے ہیں؟

ج۱:- نہیں۔

فرمان الٰہی:- فَأَمَّا مَنْ أَعْطَىٰ وَاتَّقَىٰ ، وَصَدَّقَ بِالْحُسْنَىٰ ، فَسَنُيَسِّرُهُ لِلْيُسْرَىٰ . (سورة الليل)

تو جس نے (راہ اللہ میں) مال دیا اور (اللہ کی نافرمانی سے) پرہیز کیا اس کو ہم آسان راستے کیلئے سہولت دیں گے۔

حدیث نبوی:- اعملوا فكل ميسر لما خلق . (بخاری و مسلم)

عمل کرو، ہر شخص کو مقدر اعمال کی سہولت دی جاتی ہے۔

حدیث نبوی:- المؤمن القوى خير وأحب الله من المؤمن الضعيف وفى كلّ خير احرص علىٰ ما ينفعك واستعن بالله ولا تعجز فان اصابک شئ فلا تقل لو أنى فعلت كذا وكذا ولكن قل قدر الله وماشاء فعل فان لو تفتح عمل الشيطان. (مسلم)

اللہ کے نزدیک طاقتور مومن کمزور مومن سے زیادہ محبوب اور بہتر ہے۔ اور ہر مومن میں بہتری ہے، نفع بخش اعمال کرتے رہو، اللہ سے مدد طلب کرو، عاجز مت بنو، اگر کوئی مصیبت آپڑے تو یوں مت کہو کہ اگر میں ایسے اور ایسے کرتا تو ایسا اور ایسا ہوتا، بلکہ یہ کہو، اللہ نے یہ چیز مقرر کر رکھی تھی، جو چاہا کیا ''اگر'' کا استعمال شیطانی عمل تک پہونچا دیتا ہے۔

حدیث کا مفہوم

اللہ تعالیٰ ایسے طاقتور مومن سے محبت رکھتا ہے، جو نفع بخش اعمال کرتا رہے، صرف اللہ سے مدد طلب کرے، اپنے کاموں میں

ذرائع واسباب استعمال کرے اس کے باوجود اگر کسی ناپسندیدہ حادثے کا شکار ہو جاتا ہے۔ تو وہ تقدیر الٰہی پر راضی برضا ہو کر نادم نہیں ہوتا۔

فرمان الٰہی:- وَعَسَىٰٓ أَنْ تَكْرَهُوا شَيْئًا وَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَعَسَىٰٓ أَنْ تُحِبُّوا شَيْئًا وَهُوَ شَرٌّ لَّكُمْ وَاللهُ يَعْلَمُ وَأَنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ. (بقرہ:٢١٦)

ہوسکتا ہے کہ ایک چیز تمہیں ناگوار ہو اور وہی تمہارے لیے بہتر ہو، اور ہوسکتا ہے کہ ایک چیز تمہیں پسند ہو اور وہی تمہارے لیے بُری ہو، اللہ جانتا ہے تم نہیں جانتے۔

س٣:- آرام ومصائب کے وقوع کی کیا حکمت ہے؟

ج٣:- انسان جس وقت اپنے آپ کو صاحب قوت سمجھتا ہے، سرکش اور متکبر ہو جاتا ہے، یہ خیال کرنے لگتا ہے کہ وہ کسی چیز سے شکست نہیں کھا سکتا اور جب اپنی قوت کمزور اور عاجز سمجھنے لگتا ہے، اور یہ خیال کرنے لگتا ہے کہ مصیبت بڑھ رہی ہے اور اس کی قوت جواب دے رہی ہے، تو ایسے وقت میں اسے اپنی حقیقت معلوم ہو جاتی ہے، تکبر اور سرکشی ختم ہو جاتی ہے، اس بات کا یقین کر لیتا ہے کہ صرف اللہ تعالیٰ ہی اسے بچا سکتا ہے، بقیہ چیزیں سب کی سب بیکار ہیں: بدلیل:

فرمان الٰہی:- وَإِذَا أَنْعَمْنَا عَلَى الْإِنْسَانِ أَعْرَضَ وَنَئَا بِجَانِبِهِ وَإِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ فَذُو دُعَآءٍ عَرِيضٍ . (فصّلت: ٥١)

انسان کو جب ہم نعمت دیتے ہیں تو وہ منہ پھیرتا ہے، اور اکڑ جاتا ہے اور جب اُسے کوئی آفت چھو جاتی ہے تو لمبی چوڑی دعائیں کرنے لگتا ہے۔

سنّت وبدعت

س١:- کیا اسلام میں بدعت حسنہ کا وجود ہے؟

ج١:- ہرگز نہیں (کیوں کہ دین اسلام میں ہر بدعت گمراہی ہے)

فرمان الٰہی:- أَلْيَومَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الاِسْلَامَ دِينًا . (المائدہ:٣)

آج میں نے تمہارے لیے دین کو مکمل کر دیا ہے اور اپنی نعمت تم پر تمام کر دی ہے اور تمہارے لیے دین اسلام کو تمہارے دین کی حیثیت سے قبول کر لیا ہے۔

حدیث نبوی:- اِیّاکم و محدثات الأمور فانّ کلّ محدثةٍ بدعة و کل بدعةٍ ضلالة و کل ضلالة فی النار.

بدعتوں سے بچتے رہو، ہر بدعت گمراہی کا پیش خیمہ ہے، اور ہر گمراہی جہنم کا باعث ہے۔ (رواہ ابوداؤد وترمذی وحسنہ)

س٢:- دین اسلام میں بدعت کسے کہتے ہیں؟

ج٢:- دین اسلام میں ہر اُس دینی معاملے کو بدعت کہتے ہیں جس کی کوئی شرعی دلیل نہ ہو۔ بدلیل:

فرمان الٰہی:- أَمْ لَهُمْ شُرَكَـؤُا شَرَعُوا لَهُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا لَمْ يَأْذَن بِهِ اللهُ . (الشوریٰ: ٢١)

کیا کچھ لوگ ایسے شریک باری تعالیٰ رکھتے ہیں جنہوں نے ان کیلئے دین کی نوعیت رکھنے والا ایک طریقہ مقرر کر دیا ہے، جس کی اللہ نے اجازت نہیں دی۔ بدلیل:

حدیث نبوی:- من أحدث في أمرنا هٰذا ما ليس منه فهو ردّ . (بخاری ومسلم)

جس نے ہمارے اس دین میں نئی بات داخل کر دی وہ مردود ہوگی۔

س۳:- بدعت کی کون کون سی قسمیں ہیں؟

ج۳:- اس کی بہت سی قسمیں ہیں۔ مثلاً:

ا۔ کفر تک پہونچانے والی بدعت، مثلاً مردوں اور غیر موجود لوگوں کو پکارنا، ان سے مدد طلب کرنا، جیسے یوں کہے، اے میرے فلاں آقا مدد کرو۔

۲۔ حرام کردہ بدعت، مثلاً اللہ کی جانب مُردوں کو وسیلہ بنانا، قبروں کا سجدہ کرنا، ان کیلئے نذر نیاز ماننا، ان پر عمارت تعمیر کرنا۔

۳۔ مکروہ بدعت، مثلاً نماز جمعہ کے بعد نماز ظہر پڑھنا، اذان کے بعد زور زور سے درود وسلام پڑھنا۔

نوٹ:- آج کل مشرکین نے ایک نئی بدعت کا اضافہ کیا وہ اذان سے پہلے درود وسلام پڑھنا، قبرستان میں جنازہ دفن کرنے سے پہلے وبعد اذان دینا، دلہن کی رخصتی کے وقت اذان دینا۔ ہم اللہ کی پناہ طلب کرتے ہیں ان بدعتوں سے۔

س۴:- کیا اسلام میں سنت حسنہ کا وجود ہے؟

ج۴:- ہاں، اسلام میں سنت حسنہ کا وجود ہے، بدلیل:

حدیث نبوی:- من سن في الاسلام سنة حسنة فله أجرها وأجر من عمل بها من بعده من غير أن ينقص مو اجورهم شئ . (بخاری)

جو شخص اسلام میں کسی اچھے کام کی بنیاد رکھتا ہے اسے اچھے کام اور بعد میں اس پر عمل کرنے والوں کا اجر ملتا ہے، اس دوچند اجر ملنے پر کسی دوسرے کے اجر میں کمی نہیں کی جائے گی۔

س۵:- زہد کی کیا حقیقت ہے؟

ج۵:- اس کی حقیقت یہ ہے کہ مسلمان دنیا کو اپنا مقصد حیات نہ بنالے آخرت پر نہ دنیا کو ترجیح دے اور نہ اس میں ایک دوسرے پر فخر کی بازی جیتنے کی کوشش کرے، بلکہ اس کے اعمال کی غرض وغایت دین الٰہی کی نصرت آخرت کے لئے کوشش ہونی چاہیے، اسی کے ذریعہ اللہ اور اس کی مخلوقات کے ساتھ حسن معاملہ اور جہاد فی سبیل اللہ کے تمام لوازمات بروئے کار لائے جاسکتے ہیں۔

زہد یہ نہیں کہ زندگی کے تمام گوشوں اور کاموں سے کنارہ کشی کر لیا جائے، اور بَن باسی زندگی گذاری جائے جو بُت پرستی کے بنیادی امور میں سے ہے، اسے زہد نہیں کہا جاسکتا، یہ تو بزدلی نفسیاتی کمزوری، انسانی توانائیوں کو بیکار کرنا ہے، یہ صوفیاء کی نئی ایجاد ہے، جس کا نتیجہ نہایت ہی برا ہے، اسی کے سبب مسلمان دوسروں سے سبقت لے جانے اور اپنے دین وپیغام کو آگے بڑھانے میں پیچھے رہ گئے، اور باطل

پرست آدھمکے اورانہیں بری طرح شکست دے دی۔ (کتاب ''الاجوبۃ المفیدۃ'' سے بتصرف ماخوذ)

س۶:- تقلید کا کیا حکم ہے؟

ج۶:- توحیداور دین کی اصولی باتوں میں تقلید درست نہیں، بلکہ کتاب وسنت صحیحہ کی روشنی میں دین کو سمجھنا نیز سلف صالحین کے عقائد کے سلسلے میں ان کی سوجھ بوجھ سے استفادہ کرنا ضروری ہے ہاں دین کے فروعی مسائل میں سنی مذاہب میں کسی مذہب کی تقلید درست ہے (یہ مصنف رحمہ اللہ کی خطاء ہے اتباع صرف اور صرف قرآن اور حدیث کی ہوگی)، یہ بھی درست ہے کہ کسی ایک مذہب کا التزام نہ کرے (بلکہ مختلف مسائل میں مختلف مذاہب کی پیروی کرسکتا ہے) شرط یہ ہے کہ اس کا مقصود آسانیوں کی تلاش نہ ہو۔لیکن اہل علم پر دلیل کی تلاش اور مذہبی فروعات میں حدیث نبوی سے قریب ترین مسئلے پر عمل کرنا ضروری ہے۔ (کتاب ''الاجوبۃ المفیدۃ'' سے ماخوذ)

شرعی تعلیم ومفید ایجادات کے علم کے تعلم کا حکم

س۷:- شرعی علم، صنعت وحرفت اور ایجادات کے علوم کے تعلم کا کیا حکم ہے؟

ج۷:- شرعی علم کی دوقسمیں ہیں۔

۱۔ ایسا علم جو عقائد وعبادات کی صحت کیلئے ضروری ہے، یہ ہر مسلمان پر فرض عین ہے۔

۲۔ ایسا علم جو تفصیلات اور باریک مسائل سے بحث کرتا ہے جیسے کہ علم فرائض، دقیق مسائل، اصول فقہ، مصطلح الحدیث وغیرہ، ایسا علم فرض کفایہ ہے، اگر بعض اہل علم اسے حاصل کرلیں تو دوسروں سے فرضیت ساقط ہوجاتی ہے۔

ضروری ایجادات اور صنعتوں کو سیکھنا فرض کفایہ ہے ہاں اگر ایک کے علاوہ کوئی دوسرا نہ پایا جائے تو اس پر واجب ہے، کہ اس کے لیے حاکم وقت ایک گروہ پر جبر کرسکتا ہے، اہل صنعت میں جو اپنی صنعت چھوڑ رہا ہو اسے روک سکتا ہے اور اس میں کام کرنے پر مجبور کرسکتا ہے، نیز بیت المال سے اس کی ہمت افزائی کرسکتا ہے ہر مسلمان عامل ضروری ہے کہ وہ اللہ ورسول کی خیرخواہی کے لیے ایجاد واختراع اور ہر مادے کی تسخیر میں پوری محنت صرف کرے، اس میں دین اور مسلمانوں کی سربلندی روئے زمین میں اللہ کے کلمے کی سرفرازی اور ظالم کی رکاوٹ مقصود ہو۔ (کتاب ''الاجوبۃ المفیدۃ'' سے بتصرف ماخوذ)

نجات پانیوالا فرقہ اور مدد یافتہ گروہ

س۱:- نجات پانے والا کون سا فرقہ ہے؟

ج۱:- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے طریق کار کتاب وسنت پر عمل پیرا فرقہ نجات پانیوالا ہوگا۔ بدلیل:

فرمان الٰہی:- وَاعۡتَصِمُوا بِحَبۡلِ اللّٰهِ جَمِيۡعًا وَلَا تَفَرَّقُوۡا ۔ (آل عمران:۱۰۳)

سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑلو اور تفرقہ نہ ڈالو۔ ودلیل:

حدیث نبوی:- وان بنی اسرائیل تفرقت علی ثنتین وسبعین ملة وتفرق أمتی علی ثلاث وسبعین ملة ،کلھم فی النار الا ملة واحدة ، ما أنا علیه وأصحابی . (ترمذی ، وصححه الألبانی فی صحیح الجامع برقم ۵۳۱۹)

بنی اسرائیل بہتر فرقوں میں بٹے، ہماری امت کے تہتر فرقے ہوں گے۔ تمام کے تمام جہنمی ہوں گے سوائے اس فرقے کے جو اس طریق کار پر چلے گا جس پر میں ہوں اور میرے صحابہ ہیں۔

س۲:- فرقہ ناجیہ کی کیا علامت ہے؟

ج۲:- فرقہ ناجیہ کے افراد بہت کم ہوں گے، بہت سے لوگ ان کی دشمنی کریں گے، اللہ تعالیٰ نے ان کی تعریف اس آیت سے کی ہے۔

وَقَلِیلٌ مِنْ عِبَادِیَ الشَّکُورُ . (سورة سباء)

میرے بندوں میں کم ہی شکر گزار ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان اوصاف کا تذکرہ درج ذیل حدیث میں کیا ہے۔

طوبیٰ للغرباء أناس صالحون ، فی أناس سوء کثیر من یعصیھم أکثر ممن یطیعھم . (صحیح ،احمد)

کس مپرس لوگوں کو مبارک ہو: جو بہت سارے بُرے لوگوں میں کچھ اچھے لوگ ہیں، ان کے نافرمان فرمانبرداروں سے زیادہ ہیں۔

س۳:- ہدیافتہ گروہ کون سا ہے؟

ج۳:- حدیث نبوی: لا تزال طائفة من امتی ظاھرین علی الحق یقاتلون وھم أھل العلم . (بخاری)

میری امت کا ایک گروہ غالب ہی رہے گا، حق بات پر جہاد کرتا رہے گا وہ گروہ علماء کا ہوگا۔

حدیث نبوی:- لاتزال طائفة امتی ظاھرین علی الحق لا یضرھم من خذلھم حتی یأتی أمر اللہ. (بخاری)

میری امت کے کچھ لوگ غالب ہی رہیں گے، حتی کہ ان کی موت آجائے۔

۱۔ علامہ ابن حجر نے فتح الباری جلد۱۳ صفحہ۲۹۵ میں درج ذیل باتوں کا تذکرہ کیا ہے۔

ملاحظہ: تمام شارحین کا اتفاق ہے کہ ''علی من خالفھم'' کا مفہوم یہ ہے کہ ''مخالفین پر غالب رہیں گے''۔

۲۔ امام نووی نے فرمایا کہ یہ گروہ، بہادر، جنگ کا مجرب، فقیہ، محدث مفسر، امر بالمعروف ونہی عن المنکر کو انجام دینے والا، زاہد ،عابد غرضیکہ مومنوں کی مختلف قسموں کے مختلف گروپ ہوسکتے ہیں۔ یہ بھی ضروری نہیں وہ ایک ہی ملک میں اکٹھا ہوں، بلکہ وہ روئے زمین کے کسی ایک حصے میں بھی ہوسکتے ہیں اور بہت سارے حصوں میں متفرق بھی ہوسکتے ہیں۔

۳۔ عبداللہ بن المبارک کا قول ہے: میرے نزدیک یہ گروہ اہل حدیث کا ہے۔

۴۔ خلاصہ یہ کہ ہدیافتہ گروہ وہی ہوگا جو حدیث پر عمل پیرا ہو، اللہ اور رسول کے قول پر کسی بھی قول وعمل کو مقدم نہ رکھے۔

فرمان الٰہی:- یَاأَیُّھَاالَّذِینَ اٰمَنُوا لَا تُقَدِّمُوا بَیْنَ یَدَيِ اللهِ وَرَسُولِهِ . (الحجرات)

اے لوگو! جو ایمان لائے ہو اللہ اور اس کے رسول کے آگے پیش قدمی نہ کرو۔

س۴:- مسلمانوں کو غلبہ کب نصیب ہوگا؟

ج:- جب کتاب اللہ کو عملاً نافذ کردیں گے۔

۲۔ سنت رسول پر عمل پیرا ہوں گے۔

۳۔ شرک کے تمام اقسام سے دست بردار ہو جائیں گے۔

۴۔ اپنے دشمنوں سے نمٹنے کے لیے حسب طاقت تیاری کریں گے۔

فرمان الٰہی:- يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ امَنُوا اِن تَنْصُرُوا اللهَ يَنْصُرْكُمْ وَ يُثَبِّتْ أَقْدَامَكُمْ . (محمد:۷)

اے ایمان والو! اگر تم اللہ کی مدد کرو گے تو وہ تمہاری مدد کرے گا اور تمہارے قدم مضبوط جما دے گا۔

فرمان الٰہی:- وَعَدَ اللهُ الَّذِيْنَ ءَ امَنُوا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْنًا يَعْبُدُونَنِي لَا يُشْرِكُونَ بِي شَيْئًا . (النور)

اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے تم میں سے ان لوگوں کے ساتھ جو ایمان لائیں اور عمل صالح کریں کہ وہ ان کو اسی طرح زمین میں خلیفہ بنائے گا، جس طرح ان سے پہلے گزرے ہوئے لوگوں کو بنا چکا ہے ان کے لیے اس دین کو مضبوط بنیادوں پر قائم کردے گا، جسے اللہ تعالیٰ نے ان کے حق میں پسند کیا ہے اور ان کی (موجودہ) حالت خوف کو امن سے بدل دے گا، بس وہ میری بندگی کریں اور میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں۔

فرمان الٰہی:- وَأَعِدُّوا لَهُم مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ قُوَّةٍ . (الانفال:٦٠)

اور تم لوگ جہاں تک تمہارا بس چلے ان کے مقابلے کے لیے زیادہ سے زیادہ طاقت مہیا رکھو۔

حدیث نبوی:- أَلَا إِنّ القوة الرمی . (مسلم)

تیراندازی ہی قوت کا سرچشمہ ہے۔

قبروں کی زیارت، قبروں میں آرام وعذاب

س۱:- ہم قبروں کی شرعی زیارت کس طرح اور کیوں کریں؟

ج۱:- ہر وقت قبروں کی زیارت مستحب ہے، اس کے بہت سارے آداب وفوائد ہیں۔

۱۔ اس میں زندوں کے لیے اس بات کی نصیحت اور عبرت ہے کہ وہ بھی مریں گے اس لیے عمل کی تیاری کریں۔

حدیث نبوی:- نهيتكم عن زيارة القبور فزروها . (مسلم)

میں نے تمہیں قبروں کی زیارت سے منع کر دیا تھا، اب ان کی زیارت کیا کرو۔ ایک روایت ہے۔ **فانها تذكركم بالآخرة** . یہ قبریں تمہیں آخرت کی یاد دلاتی ہیں۔ (احمد)

۲۔ ہم مردوں کے مغفرت کی دعا کریں، اللہ کو چھوڑ کر نہ انہیں پکاریں اور نہ ہی اُن سے دعا کی طلب کریں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبروں کی زیارت کیلئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو درج ذیل دعا سکھایا تھا۔

السلام علیٰ أهل الديار من المؤمنين والمسلمين وانا ان شاء الله بكم لاحقون أسال الله لنا ولكم العافية .

اے اس دیار کے مومنو! اور مسلمانو! تم پر سلامتی ہو، ان شاء اللہ ہم بھی تمہارے پیچھے آنے والے ہیں، اللہ سے اپنے اور تمہارے لیے عذاب سے عافیت کی دعا مانگتے ہیں۔ (مسلم)

۳۔ قبروں پر نہ بیٹھیں، ان کی جانب نماز نہ پڑھیں۔ دلیل:

حدیث نبوی:- **لا تصلوا الى القبور ولا تجلسوا عليها .** (مسلم)

قبروں کی جانب نہ نماز پڑھو اور نہ ان پر بیٹھو۔

۴۔ مطلق قرآن نہ پڑھیں حتیٰ کہ فاتحہ بھی۔

حدیث نبوی:- **لا تجعلوا بيوتكم مقابر فان الشيطان ينفر من البيت الذى تقرأ فيه سورة البقرة.** (مسلم)

تم اپنے گھروں کو قبرستان مت بناؤ، جس گھر میں سورہ بقرہ پڑھی جاتی ہے اس سے شیطان بھاگتا ہے۔

حدیث نبوی سے پتہ چلتا ہے کے گھروں کے برعکس قبرستان میں قرآن مجید پڑھنے کی جگہ نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے یہ ثابت نہیں کہ مُردوں کیلئے قرآن مجید پڑھے ہوں، البتہ ان کے لیے دعا کئے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مُردے کی تدفین سے فارغ ہوتے تھے تو وہاں کھڑے ہو کر فرماتے تھے۔

استغفروا لأخيكم وسلوا له التثبيت فانه الأن يسأل . اپنے بھائی کی مغفرت چاہو، اس کے ثابت قدمی کے لیے دعا کرو ابھی اس سے سوال ہوگا۔ (صحیح، مستدرک حاکم)

۵۔ قبروں پر پھول نہ چڑھائیں، اس لیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے یہ ثابت نہیں، نیز اس میں عیسائیوں سے مشابہت بھی ہے اگر ہم پھولوں کی قیمت غریبوں کو دے دیں تو اس کا فائدہ مُردے کو ملے گا اور غریبوں کو بھی۔

۶۔ نہ تو ہم قبروں پر مقبرہ تعمیر کریں اور نہ ہی وارنش اور چونا وغیرہ لگائیں۔

حدیث نبوی:- **نهیٰ صلى الله عليه وسلم أن يجصص القبر وأن يبنیٰ عليه .**

قبروں کو پختہ بنانے اور ان پر مقبروں کی تعمیر سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا ہے۔

۷۔ مسلمانو! مُردوں کو پکارنے اور ان سے مدد طلب کرنے سے بچو، یہ بلا شبہ شرک اکبر ہے، مردے کسی بھی چیز کے مالک نہیں، صرف اللہ کو پکارو وہی قادر اور پکار سننے والا ہے۔

س۲:- قبروں میں آرام وعذاب کی کیا دلیل ہے؟

ج۲:- فرمان الٰہی:- وَحَاقَ بِـئَالِ فِرْعَوْنَ سُوٓءُ الْعَذَابِ ، النَّار يُعْرِضُوْنَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَ عَشِيًّا وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ أَدْخِلُوا ءَالَ فِرْعَونَ أَشَدَّ الْعَذَاب . (غافر)

اورفرعون کے ساتھی خود بدترین عذاب کے پھیر میں آگئے دوزخ کی آگ ہے جس کے سامنے صبح وشام وہ پیش کئے جاتے ہیں اور جب قیامت کی گھڑی آجائے گی تو حکم ہوگا کہ آل فرعون کوشدید تر عذاب میں داخل کردو۔

فرمان الٰہی:- يُثَبِّتَ اللهُ الَّذِيْنَ ءَ امَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الحَيَـٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْأٰخِرَةِ . (سورة ابراهيم:۲۷)

ایمان لانے والوں کواللہ ایک قول ثابت کی بنیاد پر دنیااور آخرت دونوں میں ثبات عطا کرتا ہے۔

حدیث نبوی:- ان أحدكم اذا مات عُرِض عليه مقعده بالغداة والعشي ان كان من اهل الجنة فمن أهل الجنة وان كان من أهل النار ،فمن أهل النار ، فيقال هذا مقعدک حتى يبعثک الله الى يوم القيامة . (بخاری ومسلم)

جب کوئی مرجاتا ہےتو اس پرصبح وشام اس کا ٹھکانہ پیش کیا جاتا ہے،اگر جنتی ہےتو جنتیوں کا ٹھکانہ،اوراگر جہنمی ہےتو جہنمیوں کاٹھکانہ،اور یہ کہا جاتا ہے کہ یہی تمہاراٹھکانہ ہے،تاوقتیکہ اللہ تعالیٰ تمہیں قیامت کے دن دوبارہ اٹھائے۔

س۳:- قبر میں انسان سے کون سے سوالات کئے جاتے ہیں؟

ج:- حدیث میں آیا ہے کہ مومن کے پاس دوفرشتے آتے ہیں اسے بیٹھا کر پوچھتے ہیں۔

۱۔ تمہارارب کون ہے؟ وہ کہتا ہے میرا رب اللہ ہے۔

۲۔ تمہارادین کیا ہے؟ وہ کہتا ہے میرادین اسلام ہے۔

۳۔ تم میں یہ بھیجا ہوا شخص کون ہے؟ وہ کہتا ہے وہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

۴۔ تمہارے اعمال کیا ہیں؟ وہ کہتا ہے میں قرآن مجید کو پڑھتا رہا،اس پر ایمان لایا،اس کی تصدیق کی۔

تو آسمان سے ایک پکارنے والا پکارتا ہے کہ میرا بندہ سچا ہے،اس کے لیے جنتی فرش بچھادو،اسے جنتی لباس پہنادو،اس کے لیے جنت کی ایک کھڑکی کھول دو،تاکہ اس کے پاس اس کی ہوااور خوشبوآتی رہے،اور تاحدّ نگاہ اس کی قبر کشادہ کردی جاتی ہے۔

لیکن کافر کے پاس دوفرشتے آتے ہیں اور بیٹھا کر اس سوالات کرتے ہیں۔

۱۔ تمہارارب کون ہے؟ وہ کہتا ہےافسوس،افسوس میں نہیں جانتا۔

۲۔ تمہارادین کیا ہے؟ وہ کہتا ہےافسوس،افسوس میں نہیں جانتا۔

۳۔ تم میں بھیجا ہوا یہ شخص کون ہے؟ وہ کہتا ہےافسوس،افسوس میں نہیں جانتا۔

تو آسمان سے ایک پکارنے والا پکارتا ہے،میرا بندہ جھوٹا ہے،اس کے لیے جہنمی فرش بچھادو،اور جہنم کی ایک کھڑکی کھول دو،اس تک اس کی گرمی اور لپٹ پہونچتی رہے،اس پر قبر اس طرح تنگ ہوجاتی ہے کہ پسلیاں ٹوٹ جاتی ہیں۔ (احمد،ابوداؤد،صحیح الجامع)

س۴:- بقصد زیارت کیا قبروں کی جانب سفر درست ہے؟

ج۴:- نہیں، بالخصوص جب تبرک نیز قبر کے پاس یا صاحب قبر سے طلب دعاء مقصود ہو چاہے وہ کسی ولی یا رسول ہی کی قبر کیوں نہ ہو۔

فرمانِ الٰہی:- وَمَا اٰتَاکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهَاکُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا. (حشر:۷)

جو کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں دے دیں وہ لے لو اور جس چیز سے وہ تم کو روک دیں رُک جاؤ۔

حدیث نبوی:- لا تشدّ الرحال الا الی ثلاثة مساجدَ المسجد الحرام ومسجدی هٰذا والمسجد الأقصیٰ.

(بقصد زیارت) صرف تین مسجدوں کا سفر درست ہے، مسجد حرام، میری یہ مسجد (یعنی مسجد نبوی) اور مسجد اقصیٰ۔

اس حدیث کی روشنی میں مدینہ کا سفر زیارت قبر رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بجائے زیارت مسجد نبوی کی نیت سے ہونا چاہئے۔اس لیے کہ مسجد نبوی میں نماز کا ثواب دیگر مسجدوں کے بالمقابل ایک ہزار نماز کے برابر ہے البتہ مسجد نبوی میں داخل ہوتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھا جائے گا۔

س۵:- مومن کا مقصود کیا ہے اور کافر کا کیا؟

ج:- دنیا میں مومن کا مقصود رضائے الٰہی اور قربت الٰہی ہے اس کا وسیلہ اچھے اعمال ہیں۔

یٰـأَ یُّهَا الَّذِیْنَ ءَ امَنُوا اتَّقُوا اللهَ وَابْتَغُوٓا اِلَیْهِ الوَسِیلَةَ وَجٰـهِدُوا فِی سَبِیْلِهٖ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُونَ.

(مائدہ:۳۵)

اے لوگو! جو ایمان لائے ہو اللہ سے ڈرو اور اس کی جناب میں باریابی کا ذریعہ تلاش کرو، اس کی راہ میں جدوجہد کرو شاید کہ تمہیں کامیابی نصیب ہو جائے۔

حضرت قتادہ کا قول ہے: تقربوا الیة بطاعته والعمل بما یرضیه . اللہ کی اطاعت اور اس کے پسندیدہ اعمال کے ذریعہ اس کا قرب حاصل کرو، رہا کافر تو اس کا مقصد زندگی آخری انجام سے غافل ہو کر دنیاوی لذتوں کا حصول ہے، اس کی مثال جانوروں کی سی ہے۔

دعوت الی اللہ اور عربوں کی ذمہ داریاں

ا:- دعوت الی اللہ اور اسلام کی نشر واشاعت کا کیا حکم ہے؟

ا:- یہ ہر مسلمان کا فریضہ ہے، اللہ نے اسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وراثت کتاب وسنت عطا کی ہے، اللہ تعالیٰ کے اس عمومی حکم میں تمام کے تمام مسلمان داخل ہیں۔

فرمانِ الٰہی:- ادْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَةِ وَالمَوعِظَةِ الحَسَنَةِ .

اے نبی، اپنے رب کے راستے کی طرف دعوت وحکمت اور عمدہ نصیحت کے ساتھ، اور لوگوں سے مباحثہ کرو ایسے طریقہ پر جو

بہترین ہو

فرمان الٰہی:- وَ جَاهِدُوا فِي اللهِ حَقَّ جِهَادِهٖ ۔ (حج:۷۸)

اللہ کی راہ میں جہاد کرو جیسا کہ جہاد کرنے کا حق ہے۔

ہر مسلمان پر ضروری ہے کہ ہر طرح کے جہاد میں شرکت کے لئے کوئی کسر نہ اٹھا رکھے، بالخصوص ایسے زمانے میں جب کہ دعوت الی اللہ اور اسلام کی نشر و اشاعت اور اس کی جدوجہد ضروری ہو ایسی صورت میں جو مسلمان بھی اس سلسلے میں کوتاہی کرے گا یا اس فریضہ کو ترک کر دے گا۔ وہ اللہ کی نظر میں گنہگار ہو گا۔

۲:- کیا انسان کو اپنے نفس کی اصلاح کافی ہے؟

۲:- اولاً اپنے نفس کی تو کی جائے لیکن پھر دوسروں کی اصلاح شروع کی جائے۔

فرمان الٰہی:- وَلْتَكُن مِّنكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَ يَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ وَأُوْلَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ

تم میں کچھ تو ایسے ضرور ہی ہونے چاہئیں جو بھلائی کی طرف بلائیں بھلائی کا حکم دیں اور برائیوں سے روکتے رہیں جو لوگ یہ کام کریں گے وہی فلاح پائیں گے۔

حدیث نبوی:- من رأى منكم منكرا فليغيره بيده فان لم يستطع فبلسانه فان لم يستطع فبقلبه وذلك أضعف الايمان. (مسلم)

تم میں سے جو بھی غلط چیز دیکھے، اپنے ہاتھ سے روکے، اگر استطاعت نہ ہو تو زبان سے، اور اگر اس کی بھی استطاعت نہ ہو تو دل سے، اور یہ ایمان کا کمزور ترین درجہ ہے۔ (مسلم)

۳:- عربوں کی کیا ذمہ داریاں ہیں؟

۳:- عرب ہی اسلام کا پیغام لے کر اٹھے تھے، انہیں کی زبان میں قرآن کا نزول ہوا، یہ اگر اسلامی نظام کا نفاذ کرتے ہیں تو یہی خیر امت ہیں جس کا مقصد وجود لوگوں کی رہنمائی ہے۔

تمام عربوں کی درج ذیل ذمہ داریاں ہیں:

۱:- وہ اسلامی عقائد، عبادات، قوانین کو مضبوطی سے تھام لیں، دوسری قوموں کی تقلید چھوڑ دیں۔

۲:- لادینی علانیت، ظالمیت راسمالیت، مارکسی اشتراکیت، ملحدانہ شیوعیت، یہودی ماسونیت غرضیکہ اسلام مخالف تمام ہی تباہ کن نظریات سے علیحدہ رہیں' درآمد افکار کا کسی صورت سے نفاذ نہ کریں اور نہ ہی ایسا کریں کہ ہر چیز کی غرض وغایت وطن اور مادیت ہی کو سمجھیں اور دین کو کوئی حیثیت نہ دیں۔ اس لیے کہ ایسا کرنے سے اگر فرض کر لیا جائے کہ کسی عرب اقلیت کو اس کے ملک میں فائدہ پہنچ رہا ہے تو - اوّلاً - یہ تحصیل حاصل ہے۔ ثانیاً - یہ نقصان عظیم ہے اس لیے کہ عرب قوم اپنے رب کے پیغامات کو پس پشت ڈال رہی ہے اور

قوموں کی قیادت اور لوگوں کی ہدایت سے علیحدہ ہو رہی ہے ساتھ ہی ساتھ دنیا کے تمام مسلمانوں کی محبت اور روحانی لگاؤ سے ہاتھ دھو بیٹھے گی۔ پھر دوسری حکومتیں اس چیز کو ان مسلمانوں کے خلاف بطور دلیل پیش کریں گے۔ جن کا تعلق ان بے دین سے ہو۔ اس طرح وہ روحانی مقام و مرتبہ کھو بیٹھے گے جو انہیں دین کی بدولت نصیب ہوا تھا، نیز روحانی اتحاد اور کروڑوں مسلمانوں سے محروم ہو جائیں گے پھر اس قلیت کو وہ فائدہ نہیں مل سکتا جو اسلام کے نفاذ کی صورت میں ملتا۔ (دوسری کی کتاب ''الاجوبۃ المفیدہ'' سے ماخوذ)

س۴:- سودمند طریق زندگی کسے کہتے ہیں؟

ج۴:- سودمند طریق زندگی یہ ہے کہ اللہ کی واجب کردہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام کی راہ، صراط مستقیم پر چلا جائے، ہم اسلام کی ایسی تعمیر کریں جس سے اس کی روح اور تعلیمات جلوہ گر ہوں، ہم بذریعہ اسلام قابل اقتداء مثال بن جائیں، استعماری تہذیب کی دین کسی بھی مادی مقصود، وطنیت اور قومی عصبیت کے پیش نظر ہم کسی ایسے شخص سے تعلقات نہ رکھیں جو دین سے دور ہو چکا ہو، ہم اسلامی تعلیمات سے بال برابر نہ ہٹیں، ہماری دوستی دشمنی اللہ کیلئے ہو، دوستی اور دشمنی کا اسلام کو چھوڑ کر کوئی دوسرا معیار نہ ہو، بلکہ دنیا کے تمام مسلمان بھائیوں کے ساتھ سیسہ پلائی ہوئی دیوار کے مانند کھڑے ہو کر ان کی مدد اور ان کا دفاع کریں، جو بھی انہیں رسوا کرے یا تکلیف دے یا ان پر ذرائع معاش تنگ کرے ہم اس کی دشمنی کریں، اس کے خلاف آواز اٹھائیں، تاکہ اسے دنیا کے سامنے ننگا اور رسواء کر دیں، اختلافات کی تمام راہیں مسدود کرنے کے لئے سر جوڑ کوشش اور اخلاص سے کام لیں، اس کے لیے دین کو ان تمام بدعات اور راہوں کی آلائشوں سے پاک وصاف کر دیں جو سیاسی اغراض ومقاصد کے لیے معرض وجود میں آ گئی یا لائی گئیں ہیں دین کو چھوڑ کر کسی دوسری بنیاد پر اتحاد کی پکار یا امید سے دھوکہ نہ کھائیں، بے دین، انگریزوں کے پٹھو جو یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ ''موقعہ پرستی اور رجعت پسندی کو ختم کرنا چاہتے ہیں'' سراسر جھوٹ اور خیالی وہم ہے حقیقت سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔ اس لیے ان کا پلان ہی موقع پرستی ہے، نیز عین رجعت پرستی ہے جس کے ذریعہ وہ مختلف قسم کی مادہ پرستیوں میں مبتلا اور تمام برے اخلاق سے دوچار ہیں، موقعہ پرستی اور انانیت کا خاتمہ تو صرف دین حنیف کے ذریعہ ہو سکتا ہے۔

فرمان الٰہی:- صِبْغَةَ اللهِ وَمَنْ أَحْسَنُ مِنَ اللهِ صِبْغَةً وَ نَحْنُ لَهُ عٰبِدُونَ. (بقرہ:۱۳۸)

(ہدایت اور نجات کی راہ کسی رسمی اصطباغ یعنی رنگ دینے کی محتاج نہیں، جیسا کہ عیسائیت کا شیوہ ہے) یہ اللہ کا رنگ ہے اور (بتلاؤ) اللہ سے بہتر اور کس کا رنگ ہو سکتا ہے۔

واللہ یہ درست ہی نہیں کہ اسلامی قومیں بالخصوص عرب ان مغربی افکار کو اپنائیں جنہیں مادہ پرست یورپی قومیں اپنانے پر مجبور تھیں ایسے افکار نہ تو مسلمانوں کی کرامت سے میل کھاتے ہیں اور نہ ہی اُن پر اللہ کی عائد کردہ ذمہ داریوں کے موافق ہیں، بلکہ یہ افکار انہیں روئے زمین کے ربانی معلمین اور نظام الٰہی کے مطابق دنیا کے حکمرانوں کے درجے سے ہٹا کر کمزور، بے سہارا اور دوسروں کے محتاج چیلوں کی صف میں لا کھڑا کریں گے اور انہیں احساس تک نہ ہوگا۔ اس طرح قوموں کے مابین ان کا تشخص ختم ہو جائے گا، نیز اللہ کی عطا کردہ مابہ الامتیاز خصوصیت کھو بیٹھیں گے، انہیں افکار کی بدولت لادینی اور علمانی ملکوں اور قوموں میں شامل ہو جائیں گے۔ اپنی سرداری

وعزت اور خیر امت کا لقب کھو بیٹھیں گے، اسی لیے اللہ تعالیٰ نے کسی قوم کے شعائر اور شعار کو اپنانے سے روکا ہے تا کہ یہ امت اپنا معیار نہ کھو بیٹھیں۔

قدیم وجدید جاہلیت

س ا:- کیا جاہلیت کا تعلق صرف گذشتہ صدیوں سے تھا یا لوگوں میں پائی جاتی رہے گی؟

ج ا:- اس کا تعلق صرف گذشتہ صدیوں سے نہیں بلکہ جاہلیت آنیوالی صدی میں بالمقابل گذشتہ صدی کے زیادہ پائی جاتی ہے۔اس لیے کہ جاہلیت کی کچھ مخصوص صفتیں ہیں جن سے وہ تمام افراد اور قومیں متصف ہوتی ہیں، جو اپنے رب اور رسولوں کی نافرمان ہو جائیں ہر چیز میں خواہشات کی پیروی کریں۔

حد یہ ہے کہ موجودہ جاہلیت گذشتہ تمام جاہلیت سے بدتر ہے اس لئے کہ اس میں کفرانِ نعمت پر اکسانا، خالق کا انکار، اسکے دین وشریعت کو نہ ماننا، اس کی حکمت وعزت کا مذاق اڑانا، غنڈہ گردی، برائی اور فسق وفجور کو سراہنا، غیرت وحیا کا ختم ہو جانا وغیرہ وغیرہ پایا جاتا ہے جو نہ ابوجہل کے یہاں پایا جاتا تھا اور نہ ابولہب کے یہاں اور نہ ہی اس کے ماقبل کی جاہلیتوں میں، بات یہیں نہیں ختم ہوتی بلکہ انسانیت اپنے حدود سے تجاوز کر کے نظام الٰہی کو پس پشت ڈال چکی ہے ، اس پر اللہ کے عذاب کسی وقت آسکتے ہیں تاں آں کہ حکم الٰہی کی پابند ہو جائے اور اس کی شریعت کا نفاذ کردے۔

دعائے مستجاب

ا:- نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کسی کو کوئی پریشانی لاحق ہو یا حزن وملال سے دوچار ہو تو درج ذیل دعا پڑھے اللہ تعالیٰ اپنی بے پایاں رحمت سے اس کی پریشانی اور غم کو دور کر کے اسے فرحت وشادمانی سے شاد کام کرتے ہیں۔

اللهم انی عبدک وابن عبدک وابن أمتک ، ناصیتي بیدک ماضٍ فی حکمک عدل فی قضاؤک ، أسالک بکل اسم هو لک سمیت به نفسک أو أنزلته فی کتابک أو علّمته أحداً مّن خلقک أو استأثرت به فی علم الغیب عندک أن تجعل القرآن ربیع قلبی ، ونور بصری وذهاب حمّی وغمّی۔

اے اللہ! میں تیرا غلام ہو، اور تیرے غلام اور باندی کا بیٹا ہوں، میری پیشانی تیرے ہاتھ میں ہے، میرے حق میں تیرا حکم جاری ہے، میرے متعلق تیر فیصلہ مبنی برانصاف ہے، میں سوال کرتا ہوں تیرے اُس نام کے ذریعہ جسے تو نے اپنے لیے پسند فرمایا یا تو نے اپنی کتاب میں نازل کیا، یا اپنی مخلوق میں سے کسی کو سکھایا، یا اپنے علم غیب میں اسے محفوظ رکھا، قرآن کریم کو میرے دل کی بہار اور میری آنکھوں کا نور اور میرے رنج وغم کا مداوا کردے۔ (صحیح، احمد وابن حبان)

۲:- حضرت یونس علیہ السلام کی دعاء جسے مچھلی کے پیٹ میں مانگ رہے تھے:

لَا اِلٰہ اِلّا أنت سبحانک اِنی کنت من الظالمین ۔

مسلمان جس چیز سے متعلق اس دعاء کو مانگتا ہے اللہ تعالیٰ قبول کر لیتا ہے۔ (صحیح احمد وغیرہ)

۳:- **یا حي یا قیوم برحمتک أستغیث ۔**

اے رب حیّ وقیوم میں تیری رحمت کا آسرا چاہتا ہوں۔ (ترمذی، حسن)

تمت بالخیر

لیث محمد لال محمد

۲۷ رمضان المبارک ۱۴۰۸ھ

الحمدللہ الذی بنعمتہ تتم الصالحات.

مسلم ورلڈ ڈیٹا پروسیسنگ پاکستان